روزنامہ الفضل ربوہ
فون 449
ایڈیٹر: نسیم سیفی
خطبہ نمبر 7
رجسٹرڈ نمبر ایل 5254
جلد 46-81 نمبر 101 | اتوار 16 ذوالحجہ 1416ھ 5 ہجرت 1375ہش 5 مئی 1996ء

اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا چاہئے

انسان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا جو اس نے انسانی تربیت اور تکمیل کے واسطے مہیا کئے ہیں ان کا خیال کر کے اس کا شکریہ ادا کرے۔ اور غور کرے کہ اتنے قویٰ اس کو کس نے عطا کئے ہیں۔ انسان شکر کرے یا نہ کرے یہ اس کی اپنی مرضی ہے لیکن اگر فطرت سلیم رکھتا ہے اور سوچ کر دیکھے گا تو اس کو معلوم ہو گا کہ کیا ظاہری اور کیا باطنی ہر قسم کے قویٰ اللہ تعالیٰ ہی کے دیئے ہوئے ہیں اور اسی کے تصرف میں ہیں چاہے تو ان کو شکر کی وجہ سے ترقی دے اور چاہے تو ناشکری کی وجہ سے ایک دم ضائع کر دے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس تیزی سے جماعت پھیل رہی ہے اسی تیزی سے مالی تقاضے بھی بڑھ رہے ہیں

خطبہ ارشاد فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرمودہ 18 اگست 1995ء بمطابق 18 ظہور 1374 ہجری شمسی بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ارشاد فرماتے ہیں۔

(۔) یقیناً وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور (عبادت) قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں عطا فرمایا اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں (۔) ہر قسم کی وہ نعمتیں یا حوائج ضروریہ جو کچھ بھی ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں صلاحیتیں بھی شامل ہیں' آنکھیں' ناک' کان' قوت شامہ' قوت فکریہ' ہر قسم کی صلاحیتیں جن سے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ (جو کچھ بھی ہم نے انہیں دیا ہے) کے تابع ہیں کہ جو کچھ ہم نے عطا کیا ہے اس میں سے ہر اس چیز میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ (۔) چھپ کے بھی اور ظاہر طور پر بھی۔ (۔) ایک ایسی تجارت چاہتے ہوئے جو کبھی ہلاک نہیں ہو گی۔ ایسی تجارت جو لامتناہی ہے' جس کا فیض ہمیشہ جاری رہے گا۔ بہت سی دنیا کی تجارتیں پنپتی ہیں' نشوونما پاتی ہیں پھر ایک شخص کی زندگی میں نہیں تو اس کی اولادوں کی زندگی میں ہی تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ کسی کو بھید نہیں ملتا کہ کیا ہوا۔ لیکن یہ ایسی تجارت ہے جس کے متعلق اللہ فرماتا ہے وہ نہ ہلاک ہونے والی' نہ ضائع ہونے والی' کبھی نہ ختم ہونے والی تجارت ہے یہ وہ چاہتے ہیں۔

اس مضمون میں بھی جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا انفاق سبیل اللہ کے مضمون کو بعض دوسری نیکیوں کے ساتھ باندھا گیا ہے ورنہ محض انفاق اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں۔ بسا اوقات جو لوگ کہتے ہیں کہ جو روپیہ خرچ کرتے ہیں ان کو بہت اہمیت دی جاتی ہے جو نہیں خرچ کر سکتے ان کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ یہ سب نفس کے بہانے ہیں۔ عملاً جماعت کے نظام میں ہرگز امیر اور غریب میں قطعاً فرق نہیں ہے۔ تقویٰ کا فرق ہے۔ اگر کوئی غریب متقی ہو وہ ایک دھیلا بھی خدا کی راہ میں دے تو اس کی عزت کی جاتی ہے اور امیر اگر دے تو اس احساس کمتری کے نتیجے میں اس کی کوشش کو رد بھی نہیں کیا جاتا۔ یہ خیال کہ امیر کو اہمیت نہ دی جائے یہ بھی جاہلانہ خیال ہے جو احساس کمتری کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر برابر کی آنکھ ہے تو خدا کی راہ میں خدمت کرنے والوں کو ایک ہی طرح دیکھے گی خواہ امیر ہو خواہ غریب ہو۔ یہ فرق آتا ہی نہیں ذہن میں۔ یہ وہ دیوار ہے ہی نہیں جو کہیں حائل ہوتی ہو۔ اس لئے جن لوگوں کو اس مضمون کا علم نہیں' اس کا شعور نہیں رکھتے وہ اپنی ٹیڑھی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ سمجھتے ہیں یہاں یہ بات ہو گئی وہاں وہ بات ہو گئی۔ حالانکہ اللہ کی خاطر خرچ کرنے والے اور اللہ کی خاطر خرچوں کو قبول کرنے والے یہ عارضی جو رکاوٹیں لگائی ہوئی ہیں لوگوں نے بیچ میں ان سے بالکل مبرا ہیں' اس قسم کی کوئی روک ان کی راہ میں حائل نہیں ہوتی۔ ہر انسان بحیثیت انسان دکھائی دیتا ہے اور اکرم وہی ہے جو اتقی ہو۔ جو حقیقتاً خدا سے ڈرنے والا اور پیار کرنے والا ہو اس کو جو خدا تعالیٰ نے عزت بخشی ہے کوئی انسان اس عزت کو چھین نہیں سکتا خواہ وہ امیر ہو یا غریب ہو۔

مگر اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والوں کی کچھ صفات بیان فرماتا ہے کہ وہ خرچ کرنے والے جو میری خاطر خرچ کرتے ہیں یا ایسا خرچ کرتے ہیں جن کے متعلق میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ کبھی ختم نہیں ہو گا ان کی صفات یہ ہیں (۔) کہ اللہ کی کتاب پڑھنے والے لوگ ہیں۔ (کلام الٰہی) کی تلاوت کرتے ہیں اس پر غور کرتے ہیں۔ (۔) اور (عبادت) کو قائم کرتے ہیں (۔) پھر ان دو باتوں کے بعد خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس لئے ان کو وہ جو خرچ ہے وہ خدا کے نزدیک قبولیت پا جاتا ہے اور ان لوگوں کا خرچ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ مالی قربانی اپنی جگہ ایک اہمیت رکھتی ہے لیکن وہ لوگ جو بنیادی دینی فرائض سے غافل رہتے ہوئے مالی قربانی کرتے ہیں ان کو بھی رد تو نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ بسا اوقات ایک ٹانگ والے انسان بھی ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کو رد کیا جاتا ہے جو مالی قربانی نہیں کر سکتے۔ پیچھے رہتے ہیں لیکن عبادتوں میں ٹھیک ہیں جماعت کا سبھی حصہ ہیں۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو صف اول کے لوگ ہیں وہ دونوں ٹانگوں سے درست ہوتے ہیں اور ان کی رفتار باقیوں کے مقابل پر بہت تیز ہوتی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے جو مالی قربانی والوں کی تعریف بیان فرمائی ہے اس کی بنیاد ہی اس بات سے اٹھائی ہے کہ تلاوت کرنے والے لوگ ہیں (عبادات) قائم کرنے والے لوگ ہیں اور اس کے نتیجے میں ان میں ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے قربانی کا (۔) یہ جو خرچ کرتے ہیں پہلا رجحان ان کا چھپ کے خرچ کرنے کا ہے۔ سوائے خدا کے کوئی آنکھ نہ دیکھ رہی ہو اور یہ خرچ کرتے اور جس کے خرچ میں یہ روح ہو اس کو کوئی شخص کسی پہلو سے بھی متہم نہیں کر سکتا۔ اس پر یہ الزام لگا ہی نہیں سکتا کہ اس میں ریاکاری ہے۔ کیونکہ ایک ہی آنکھ ہے جو اندھیروں میں بھی دیکھتی ہے پردوں کے پیچھے بھی دیکھتی ہے وہ اللہ کی آنکھ ہے۔ پس یہ لوگ جب چھپ کے خرچ کرتے ہیں تو لازماً رضاء باری تعالیٰ کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ اور چھپ کے خرچ کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپنے وجود کی' اپنی انا کی کلیتہً نفی کر دی ہے۔ کیونکہ جو شخص انا کی کلیتہً نفی کرتا ہے وہ پاگل ہوتا ہے۔ اللہ کے بزرگ بندے خصوصاً انبیاء جو بزرگی میں سب سے بالا ہوتے ہیں وہ اپنی قربانی کی سب سے زیادہ قیمت وصول کرنے والے ہیں کیونکہ ان کی ہر چیز (اس تجارت کے لئے جو کبھی ہلاک نہیں ہو گی) کے لئے وقف ہو جاتی ہے۔ معمولی سے معمولی زندگی کا انفاق بھی عبادت بن جاتا ہے اور چونکہ محض اللہ کی خاطر کرتے ہیں اس لئے وہ سب سے زیادہ اپنی دولت کا اپنی نعمتوں کا پھل پاتے ہیں۔ نقصان والا وہ ہے جو اس راہ سے ہٹ کر دوسری جگہ خرچ کرتا ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جن کے خرچ ملے جلے ہیں۔ کچھ نقصان کے سودے ہو گئے۔ کچھ فائدے کے بھی ہیں۔

(۔) غور کرنے سے جو فرشتوں کا مضمون سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح وقت کی مناسبت سے پہرے ہوتے ہیں' وقت کی مناسبت سے ڈیوٹیاں بدلا کرتی ہیں ہر وقت کے لئے اس وقت کے نظام کو چلانے کے اللہ تعالیٰ کے خاص مامور فرشتے ہیں' اور صبح کا نظام ہے اندھیروں سے روشنی میں انسان داخل ہو رہا ہے کئی قسم کی نئی امنگیں پیدا ہو رہی ہیں' کئی قسم کے امکانات دوبارہ ابھر رہے ہیں' کئی قسم کے امتحانات نئے درپیش ہیں ان موقعوں کے لئے اس مضمون سے تعلق والے فرشتے ہوتے ہیں۔ تو دو فرشتوں سے مراد یہ ہے کہ اس مضمون میں دو قسم کے فرشتے ہیں جو خاص طور پر حرکت میں آ جاتے ہیں ان کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ایک وہ ہیں جو خدا کی خاطر خرچ کرنے والوں کے دلوں کو تقویت دیتے ہیں اور ان کے اموال میں برکت کا موجب بنتے ہیں اور دوسرے عمل جو فرشتوں کے طبعاً جاری ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

اس کے علاوہ دعا بھی کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے۔ ایسے فرشتوں کے ذکر میں فرماتا ہے۔ وہ کہتے ہیں اے اللہ خرچ کرنے والی سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ تو بددعا جو ہے دراصل اس عمل کرنے والے کے عمل کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔ اس طبعی نتیجے کو حرکت دینے اس کو مزید آگے بڑھانے میں یہ دعا اصل میں منظر کشی کر رہی ہے قانون قدرت کی کہ فرشتے اس کے خلاف ہو جاتے ہیں فرشتے جو محنتوں کے پھل بناتے ہیں یا محنتوں میں نقص کے نتیجے میں پھلوں کو ضائع کر دینے کے قانون پر راج کر رہے ہیں ان کے اختیار میں وہ قوانین ہیں۔ ان کی دعا کا مطلب یہی ہے کہ ان کا عمل پھر ان کے خلاف شروع ہو جاتا ہے۔ کئی دفعہ ایک انسان کہتا ہے کہ ہم نے تو بہت سے کنجوس ایسے دیکھے ہیں جن کے اموال میں بڑی برکت پڑی وہ بڑھتے رہے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا مال آپ کو دکھائی نہ بھی دے تو ہلاک ہو چکا ہوتا ہے۔ کئی دفعہ لوگ یہ سوچتے ہی نہیں کہ بعض ایسے امیر ہیں جن کے مال تجوریوں میں ہیں یا بینکوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ایسے کنجوس ہیں کہ ان کے اپنے اموال سے آپ کبھی فائدہ اٹھا ہی نہیں سکے۔ اب بتائیں ان میں اور غریب میں فرق کیا ہے۔ ان کا مال ان کے لئے ہلاک ہو ہی گیا ہے۔ ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں۔ یوں ہی آپ کو وہم ہے کہ ان کے ہاتھ میں خزانے ہیں' خزانے نہیں خزانوں کی چابیاں ہیں اور ایسے ہاتھوں میں ہیں کہ وہ اپنے خزانے سے پیسے نکال ہی نہیں سکتے تو چوکیدار ہو گئے۔ اور ہر وقت کا غم کہ مال ہلاک نہ ہو جائے۔ یہ دراصل ہلاکت کی بد دعا کا نتیجہ ہے۔ ایسے لوگوں کو جو مال تالوں میں بند پڑا ہے اس کے تحفظ کا بھی کبھی یقین نہیں ہوتا۔ ہر وقت ایک غم میں گھلتے چلے جاتے ہیں۔

میں نے ایک دفعہ پاکستان کے ایک کروڑپتی تاجر کا واقعہ بیان کیا تھا۔ ان کے ایک احمدی رشتہ دار تھے۔ جو ایک دفعہ ایک بڑی دعوت میں جو انہوں نے کی تھی جس میں تمام پاکستان کی معزز ہستیاں شامل تھیں اس دعوت میں ان رونقوں کو دیکھ کر اس سے مرعوب ہو کر اس نے اپنے عزیز سے سوال کیا کہ تمہاری تو موجیں ہی موجیں ہیں تمہیں تو سب کچھ حاصل ہو گیا ہے۔ اچانک اس کی کیفیت بدل گئی۔ ضبط مشکل ہو گیا۔ کہتے ہیں اس نے بٹنوں کو کھولا بھی نہیں یوں پھاڑ کے چھاتی کہ یہاں جھانک کر دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ آگ لگی ہوئی ہے۔ تمہیں وہم ہے کہ تسکین ہے۔ تو بعض دفعہ آپ دیکھ رہے ہیں بظاہر کہ ان کو کچھ بھی نہیں ہوا۔ لیکن یہ جو فرشتوں کی دعا ہے یہ کام ضرور کرتی ہے۔ ان کی اولادیں بسا اوقات انہی پیسوں سے برباد ہو جاتی ہیں جو ان کو ورثوں میں ملتے ہیں۔ اور پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظاہری طور پر بھی ان کی تجارتیں اچانک ایک ایسے موڑ پر چلی جاتی ہیں جہاں سے پھر واپسی ممکن نہیں رہتی۔ ہزار قسم کی بلائیں ٹوٹ پڑتی ہیں۔ تو آپ اپنی آنکھ سے دیکھ کر کسی کے سکون اور اس کے اطمینان کا فیصلہ نہ کیا کریں۔

(کلام الٰہی) نے جو مضامین بیان فرمائے ہیں بہت گہرے ہیں اور یہی سچے ہیں۔ امیر آدمی کو کوئی چین نہیں اگر انفاق نہیں کرتا۔ انفاق ہی میں سکون ہے۔ انفاق میں بظاہر انسان مال ہلاک کر رہا ہے لیکن اس کی اتنی قیمت وصول نہیں کرتا کہ اس کا کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ قیمت وصول کرنے سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ فوراً اللہ تعالیٰ ادھر ایک ہاتھ سے کوئی دے اور دوسرے ہاتھ سے بہت زیادہ اس کو لوٹا دے۔ ایسا بھی ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے مگر ان لوگوں کے لئے یہ تسکین بخش ہے جن کی نیت یہ نہیں ہوتی۔ نیت ایک نیک کام پر خرچ ہے' اللہ کی رضا کی خاطر خرچ ہے' ایسا خرچ جو ہے وہ جو تسکین بخشتا ہے وہ دنیا کا کوئی اور خرچ نہیں بخش سکتا۔ اب بعض دفعہ کسی ایک غریب کو روٹی کھلا کر جو حاجت مند ہو اور آپ کی آزمائش ہو آپ نہ بھی کھلا سکتے ہوں اپنا حق چھوڑ کر اس کو کھلا رہے ہوں' چھوٹا سا ایک واقعہ گزر جائے آپ کی ساری زندگی کا سرمایہ بن جائے گا۔ موت کے کنارے پر بھی جب آپ سوچیں گے کہ شاید میرے لئے کوئی چیز نجات کا موجب بن جائے تو یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ابھر کے آپ کی آنکھوں کے سامنے آ جائے گا کہ اور تو میں کچھ نہیں کر سکا شاید یہی چیز مجھے ہلاکت سے بچا لے اور اللہ کے نزدیک میں قابل بخشش ٹھہروں۔ تو نیکیوں کا اجر ضروری نہیں کہ جسمانی طور پر دکھائی دے یا مادی رنگ میں عطا ہو۔ وہ اجر وہیں ملنا شروع ہو جاتا ہے جہاں نیکی نے عمل دکھایا ہو اور باقی اجر مٹ جاتے ہیں' کہانیاں بن جاتے ہیں یا ایک ہاتھ سے آئے دوسرے ہاتھ سے نکل گئے۔ لیکن نیکیوں کے اجر مستقل' نہ مٹنے والی تجارت بن کر ساتھ رہتے ہیں۔ ایک یہ بھی معنی ہے (-) نیکیوں کے مزے' ان کی محروم ہیں بعض نعمتوں سے' گھروں سے محروم ہیں' اچھے کپڑوں سے محروم ہیں' اچھے کھانے سے محروم ہیں لیکن اس کے باوجود ناجائز ذرائع سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہوئے اپنے دل کی یہ تمنائیں پوری نہیں کرتے۔ (-) اللہ کی رضا کو چاہتے ہوئے صبر کر جاتے ہیں کہ اللہ راضی رہے۔ کوئی حرج نہیں یہ چیزیں نہ ملیں۔ اس لئے طبعاً" ان کی جزاء "الدار" ہونی چاہئے تھی۔ "الدار" سے مراد ایسا گھر جو ہر قسم کی نعمتوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں کسی چیز کی بھی کمی نہیں۔ جس کے متعلق (کلام الٰہی) فرماتا ہے کہ

ان کی خواہش ان کے لئے وہ چیزیں اس طرح پوری کرے گی جیسے کوئی خواہش اور ماحصل میں فاصلہ ہی کوئی نہیں۔ ادھر تمنا کی ادھر وہ چیز حاضر ہو گئی۔ اور ان کے قیام (عبادت) کا صبر کے ساتھ وہ تعلق ہے جب تلاوت کا بھی قیام (عبادت) سے ایک تعلق ہے۔ صبر اور (عبادت) کو اللہ تعالیٰ نے (کلام الٰہی) میں اکٹھا باندھا ہوا ہے۔ (-) تو محض صبر کر کے نہیں بیٹھ رہتے بلکہ (عبادت) کے ذریعے وہ اپنی کمی پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔ اور جہاں تک اللہ کی خاطر خرچ کرنے کا تعلق ہے اس حالت کے باوجود' اس غربت کے باوجود رکتے نہیں ہیں۔ نہ دار ہے یعنی نہ وہ پر سکون گھر ہے جس کے ساتھ نعمتیں میسر ہوں۔ گھر کے تعلق میں جو بھی جنت ہے دنیا میں اس سے محروم ہیں' ناجائز طور پر حاصل نہیں کرتے اور پھر جو کچھ ہے وہ بھی خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کی دوسری طرح ایک اور صفت یہ بیان فرمائی ہے (-) وہ برائی کے بدلے نیکی داخل کرنا چاہتے ہیں یا نیکی کے ذریعے برائیاں دور کرتے رہتے ہیں۔ اس مضمون کا تعلق ان کی ذات سے بھی ہے اور گردوپیش سے بھی ہے۔ جو انفاق کی کمی ہے جو استطاعت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس کی بجائے ایک اور خیر جاری کر دیتے ہیں۔ وہ بدیوں کو دور کرتے کرتے' نیکیاں جاری کرتے کرتے اس کی تمنا کو کسی طرح تسکین دے لیتے ہیں کہ خدا کی راہ میں ہم کچھ کریں۔ چنانچہ (-) اسی مضمون کو بیان فرماتے ہوئے واضح فرمایا کہ اگر خرچ کرنے کے لئے پیسہ نہیں ہے تو کلمہ خیر بھی ایک خرچ ہے تم کلمہ خیر تو کہہ دیا کرو۔ تو یہ جو ہے برائیوں کو دور کرنا اور حسنات کے ذریعے برائیوں کو ہٹا دینا یہ ان کے اس کمی کے احساس کے نتیجے میں طبعاً" پیدا ہوتا ہے۔ جتنے خدا کے بندے ہیں اگر وہ خرچ نہیں کر سکتے دل چاہتا ہے تو اس کمی کو وہ خدمت بڑھا کر پورا کرتے ہیں۔ ہر خدمت کے موقع پر آگے آگے رہتے ہیں اور ہر وقت کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح ہم اللہ کی رضا کما لیں۔ ان کے متعلق (-) اس طرف اشارہ ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ ان لوگوں کو دنیا میں بھی ملے اور صبر کا تعلق بھی اس مضمون سے دہرا ہے۔ بسا اوقات ایک انسان خدا کی خاطر' اس کی رضا کی خاطر' ہر نعمت سے محروم رہتے ہوئے پھر بھی ایک تسکین کی زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن صبر کے نتیجے میں۔ اگر صبر نہ ہو تو پھر اس کو نہ تسکین نصیب ہو سکتی ہے نہ اس کی نیکی کی کوئی ضمانت ہے۔ اگر ایسا شخص جو اللہ کی رضا نہ جانتا ہو' اللہ کی رضا کا واقف ہی نہ ہو ان حالات میں گزارہ کرے جو (کلام الٰہی ایمان والوں) کے بیان فرما رہا ہے تو اس میں صبر کی طاقت نہیں ہو سکتی تھی پھر۔ اور صبر کی طاقت نہیں ہوگی تو ہمیشہ غریب آدمی سے سوسائٹی کو زیادہ خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی طلب کا معیار جو ہے وہ ادنیٰ چیزوں سے شروع ہو کر اعلیٰ تک پہنچتا ہے۔ ایک امیر آدمی بعض دفعہ ایک معمولی چیز کو دیکھتا ہے اس کے دل میں چوری کا تصور بھی پیدا نہیں ہوتا۔ کسی کا ایک رومال گرا ہوا ہے' ایک پین گرا ہوا ہے' کوئی چھوٹی موٹی چیز رہ گئی ہے اور اگر واقعتہً امیر آدمی ہو تو کیمرہ' ویڈیو اس قسم کی چیزیں وہ ٹھوکر بھی مارے تو اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے اس کے وہم میں بھی نہیں آئے گا کہ میں اس کو چرا لوں۔ مگر ایک غریب بعض دفعہ ایسی ایسی چیزیں بھی چرا لیتا ہے جس کے متعلق آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ اس بے وقوف کو کیوں نہیں خیال آیا کہ یہ ظلم نہ کروں۔ ربوہ میں جو میرا فارم تھا وہاں بعض ایسے درخت میں نے لگائے جو ڈنڈے کاٹ کے تو پیوست کئے جاتے ہیں وہ براہ راست جڑ پکڑ جاتے ہیں اور پھر اس سے درخت بنتا ہے۔ اب معمولی ڈنڈے تھے۔ وہ ایک دن ہم سارے محنت کر کے لگا کے گئے۔ دوسرے دن دیکھا تو کوئی اٹھا کے سارے ڈنڈے نکال کر لے گیا۔ اب وہ غریب آدمی بے چارے کے لئے ایندھن کا کام دے گئے۔ لوگوں کے سائے کی بجائے ان کے ان کے جلنے کے کام آ گئے۔ مگر غربت کی مجبوریاں ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو ساتھ باندھ دیا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے اوپر طبعی تقاضے ہیں کہ وہ بعض خوبیاں چھوڑ کر برائیوں میں منتقل ہو جائیں۔ وہ اس کا برعکس رخ رکھتے ہیں۔ وہ برائیاں دور کرتے رہتے ہیں اور حسن پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کی غربت ان کو حسین تر بنا دیتی ہے۔ بجائے اس کے کہ ان کے اندر عیوب پیدا کر دے۔ اور یہی فیض ہے جو سوسائٹی میں بھی پھر جاری کرتے ہیں ایسے لوگوں کی نصیحتیں جو اپنی ذات میں کوئی بھی دلی خواہش نہ رکھتے ہوں نسبتاً امیر اور متمول لوگوں کے بہت زیادہ گہرا اثر کرتی ہیں۔ کئی ایسے درویش صفت آپ نے انسان دیکھے ہوں گے چلتے پھرتے لوگوں کی بھلائی میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔ تو ان کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ہر نیکی' ہر انفاق کی جزاء لازماً دنیا میں نہیں ملا کرتی۔ بعض لوگ صبر سے آزمائے جاتے ہیں اور صبر کی صفت کا پہلے ذکر فرما دیا' بتانے کے لئے کہ ان کا لمبا صبر ہے۔ یہ عمر بھر صبر کریں گے اور صبر پر ثابت قدم رہیں گے۔ ان کی جزاء "الدار" ہے۔ تمام تمنائیں' تمام امنگیں جو تھیں یا جن تک پہنچ بھی نہیں تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ ان کے مرنے کے بعد پوری فرما دے گا اور ہمیشہ کے لئے ان کو تسکین کی اور امن کی زندگی عطا فرمائے گا۔ اب یہ فائدے ہیں۔ (-) لوگوں کا لوگوں کے پیسے چھیننے سے تعلق ہے۔ تمام سیاسی نظام' تمام اقتصادی نظام' تمام معاشرے اس وقت ان سوچوں پر جاری ہیں کہ کس طرح دوسروں کے پیسے ہتھیائے جائیں۔ عدالتیں بھی اسی غرض سے قائم ہیں۔ پولیس بھی اسی غرض سے بنائی گئی ہے۔ فوجیں بھی آخر یہی کام کرتی ہیں' پیسے ہتھیانا لوگوں کے۔ لوگوں کے لئے خرچ کرنا' اپنے حقوق چھوڑنا اور غیروں پر جو خرچ کرنا جب کہ آپ بھی نہ ہو۔ بہت تنگی ترشی میں گزارہ کر رہا ہو انسان' اللہ کی رضا کا خیال نہ آئے تو صبر بھی نہ ہو پھر بھی حال یہ ہے کہ (-) اپنے اموال وہ نیکی کے کاموں پر خرچ کرتے چلے جاتے ہیں۔

خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر (-) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) تو بتا دے لوگوں کو کہ میرا رب رزق کشادہ بھی کرتا ہے جس کے لئے چاہے (-) اپنے بندوں میں سے (-) اور کسی بندے کے لئے وہ رزق کم بھی کر دیتا ہے۔ اس لئے اللہ کے تعلق میں صبر کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے ایک (رفیق) تھے' بہت امیر اور لمبے عرصہ سے نسلاً بعد نسلٍ اچھا کمانے والے تاجر خاندان کے فرد تھے ان کے کام بگڑنے شروع ہوئے۔ جو کچھ تجارت کے مال تھے ضائع ہونے لگے۔ انہوں نے حضرت (بانی سلسلہ) کی خدمت میں بڑے عاجزانہ دعا کے لئے لکھا۔ حضرت (بانی سلسلہ) نے دعا کی تو یہ (خدائی خبر ملی)

قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) سمجھ گئے کہ قادر کرتا ہے اکثر یہی کرتا ہے مگر جب یہ چاہے کہ بنا بنایا توڑ دے تو کسی کو بھید نہیں ملتا' کیوں ایسا واقعہ ہو گیا' ہو کے رہتا ہے۔ وہ بھی اس بات پر صبر کر گئے اور سمجھ گئے کہ میرے لئے یہی مقدر ہے۔ چنانچہ وہ صدمے جو کسی اور تاجر کے لئے جان لیوا ہو سکتے تھے ان کے لئے مزید تسکین کا موجب بن گئے۔ وہ انتظار کر رہے تھے کہ اب میں جو چاہوں کروں میرا کام اب بگڑنا ہی بگڑنا ہے اور میرے اللہ نے مجھے بتا دیا ہے اور اللہ کی خاطر ایسا ہی ہونا چاہئے۔ تو وہ جوان کی تجارت کی بربادی جو بعد میں رونما ہوئی وہ اس پر بہت راضی رہے اور اس وجہ سے وہ بہت مرتبہ پا گئے اور حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے بھی بڑے پیار سے ذکر فرمایا ہے۔

یہی مضمون ہے جو (-) جس کے لئے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے رزق بڑھا دیتا ہے اور (-) ان میں سے ایک ایسا شخص بھی ہوتا ہے اس کے بندوں میں جس کے لئے وہ رزق تنگ کر دیتا ہے۔ (-) اور جو کچھ تم خرچ کرو گے یاد رکھو کہ اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ ضرور نکالے گا۔ اب یہاں جزاء دینے کا مضمون نہیں ہے۔ جس قسم کا (-) آغاز ہے اسی سے تعلق رکھنے والا مضمون اس دوسرے حصے میں بیان ہوا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میری راہ میں خرچ کرنے والوں کو کہہ دو کہ تمہارا رزق تو میں ضرور بڑھاؤں گا فرمایا ہے (-) کام تم کرتے ہو نتیجہ وہ نکالتا ہے۔ بسا اوقات تمہارا نقصان چاہتا ہے۔ جس قسم کے تم کام کر رہے ہو اس کا طبعی نتیجہ نقصان نکلنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا جاری قانون جو ہے وہ اپنا عمل دکھاتا ہے اور اس سے تم پھر بچ نہیں سکتے۔ اس لئے دنیا کی تجارتوں میں ہوش ضروری ہے اور جہاں ہوش میں کمی آئی وہاں بعض دفعہ بنے بنائے کام اس لئے بگڑتے ہیں کہ (-) جیسا تم نے کام کیا اللہ ویسا ہی نتیجہ نکالے گا۔ یہ فی سبیل اللہ خرچ کی بات نہیں ہو رہی۔ چنانچہ یہاں (-) بغیر سبیل اللہ کے ہے لیکن فی سبیل اللہ خرچ بھی اس میں شامل ہے آخر۔ بعض لوگ فی سبیل اللہ کرتے ہیں (-) اس کو ایسی تجارت مل جائے گی جو (-) کبھی وہ گھاٹے میں نہیں پڑے گی۔ ان کو ایسا دار نصیب ہو جائے گا جو ہمیشگی کا دار ہے اور ہر نعمت سے بھرا ہوا ہے۔ تو (-) مضمون میں ایک جیسے لفظ کو دیکھ کر خود بخود یہ خیال نہ کر لیا کریں کہ وہی بات ہو رہی ہے۔ ہر (-) ماحول الگ الگ ہے۔ ایک ہی مضمون بظاہر بیان ہو رہا ہے مگر تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ پورے مضمون کا منظر بدل گیا ہے اور اس نئے منظر میں ڈوب کر اس (-) کے مضمون کو سمجھنا ضروری ہے۔

اور جہاں تک اس کے نتیجے میں نقصان کا تعلق ہے ایک گر بتا دیا آخر پر (-) کہ رزق دینے والوں میں سب سے اچھا وہی ہے اس لئے ایسی صورت میں اسی کی طرف جھکا کرو۔ جب تمہاری چالاکیاں کام نہ آئیں تمہاری کوششیں ناکام' نامراد ثابت ہوں۔ جب ہر ذریعہ تجارت کو فروغ دینے کا تجارت کے نقصان کا موجب بن رہا ہو تو یہ یاد رکھنا (-) وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ اس سے تعلق جوڑو' اس کے حضور گریہ وزاری کرو تو بسا اوقات وہ ان حالات کو بدل دیتا ہے۔ اور یہاں (-) تقدیر الٰہی کا مضمون چلتا ہے یعنی دعا کی غالب تقدیر کا مضمون۔

(-) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے رضی اللہ عنہ اللہ ان سے راضی ہو یا راضی ہوا' بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کے مال و متاع برباد کر۔ یہ جو مضمون ہے کہ عرش معلیٰ پر انسانی نظام کو یا خدا تعالیٰ کی کائنات کے نظام کو چلانے والے جو موجود ہیں وہ فرشتے کہلاتے ہیں۔ تو وہ فرشتے اترتے ہیں سے یہ مراد نہیں کہ انسانوں کی طرح کوئی دو شخص اتر رہے ہیں۔

زندگی کا گزارہ چلتا رہتا ہے لیکن انبیاء وہ ہیں جو اپنا سب کچھ تمام تر پھر خدا کی راہ میں لٹا دیتے ہیں اس لئے یہ انا کو برباد نہیں کرتے بلکہ اپنے وجود' اپنے احساس وجود کو جیسا فائدہ یہ پہنچاتے ہیں دنیا میں کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اگر کسی کا احساس وجود خدا کے احساس وجود سے ہم آہنگ ہو جائے' اس میں شامل ہو جائے تو پھر وہ مضمون پیدا ہوتا ہے کہ صرف وہی ہے اور کچھ بھی نہیں۔ یہ جو صوفیاء کا مضمون ہے انہوں نے غلط سمجھا ہے اس لئے کچھ اور باتیں بنا دیں "انا الحق" جس سے پیدا ہوا ہے نعرہ' اس کا اصل یہ تھا کہ اپنے وجود کو کلیتہً اللہ کے لئے ہم آہنگ کر دو یہاں تک کہ تمہاری کوئی الگ آواز باقی نہ رہے۔ ہر تمہاری تمنا اللہ کی تمنا کے ساتھ چلے۔ اللہ کی رضا کی ہواؤں کے رخ پر تمہاری زندگی کی ہر آرزو جاری ہو جائے۔ یہ ہے وہ فنا جس کے بعد انا الحق کا نعرہ برحق ہے کہ میں تو کچھ بھی نہیں رہا۔ میرا تو سب کچھ اللہ کے لئے ہو گیا ہے۔ تبھی (کلام الٰہی) میں اللہ تعالیٰ نے (-) یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا (-)

مجھے دیکھو میرا اپنا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ میرا مرنا جینا' میرا اٹھنا سونا' میری عبادتیں' ہر چیز ہر قربانی کلیتہً اللہ کے لئے ہو گئی ہے۔ تو یہ وہ انفاق فی سبیل اللہ ہے جس کا نقشہ (کلام الٰہی) کھینچتے ہوئے فرماتا ہے یہ ضائع نہیں کر رہے اپنی چیزوں کو۔ جو اندھیروں میں خرچ کرتے ہیں اور کھل کر بھی خرچ کرتے ہیں یہ کہیں پھینکتے نہیں دراصل (-) پتہ چلتا ہے کہ ان کی نیتوں میں للہ قربانی کا مضمون ہمیشہ داخل رہتا ہے۔

بعض لوگ اپنی فطرت کی مجبوری سے نیک کام کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی اس کام کے لئے کیا ہے کہ لوگوں کے لئے بھلائی کا موجب بنیں۔ لیکن باشعور طور پر بالارادہ خدا کی خاطر یہ نہیں کرتے۔ اس لئے جہاں کوئی طبعی روک پیدا ہو جائے وہاں رک جائیں گے۔ جہاں روک نہ پیدا ہو وہاں فطرت کے مطابق خرچ کریں گے۔ مگر جو اللہ کی خاطر کرتے ہیں وہ روکیں عبور کر کے بھی کرتے ہیں۔ ایسے وقت میں بھی کرتے ہیں کہ جب ان پر خود ایسی تنگی کا زمانہ ہو کہ گویا رزق سے محبت ہو جائے پھر بھی اللہ کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ تو اس لئے (-) ان کا ادنیٰ ہونا ثابت نہیں' ان کا اعلیٰ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کوئی عام آدمی جو ان مضامین کو نہیں سمجھتا وہ یہ سمجھے گا کہ خود غرض ہی لوگ ہوئے نا (-) وہ ایک تجارت کی خاطر کر رہے ہیں جو کبھی ختم نہیں ہو گی۔ حالانکہ کوئی انسان جو اپنے فائدے کی خاطر کام نہیں کرتا وہ قربانی کرنے والا نہیں وہ پرلے درجے کا احمق ہے۔ صرف فیصلہ یہ ہے کہ تھوڑا دے کر زیادہ حاصل کرتا ہے یا زیادہ دے کر تھوڑا حاصل کرتا ہے۔

دنیا میں خرچ کرنے والے اور نفس پر سب کچھ فدا کرنے والے بہت دیتے ہیں اور حاصل کچھ بھی نہیں کرتے۔ متاع دنیا ہی ہے نا جو چند دنوں میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور جو اللہ کی خاطر خرچ کرتے ہیں وہ ایک پیسہ بھی دیں تو اتنا زیادہ حاصل کر لیتے ہیں کہ ان کا فیض ان کے لئے لامتناہی فیض بن جاتا ہے۔ فیض جو خدا کی خاطر دوسروں کے لئے جاری ہو ان معنوں میں فیض ہے۔ اور جو خدا کی طرف سے ان کے لئے جاری ہوتا ہے وہی فیض ہے جو ان کے فیض نے کمایا ہے۔ پس یہ وہ تجارت ہے جس کے متعلق فرمایا (یہ وہ تجارت ہے جو کبھی ہلاک نہیں ہو گی) لیکن اتفاقی نہیں ہے بالارادہ ہے۔ اور بالارادہ ہونے کے نتیجے میں ہی اس کو بہت زیادہ فوائد پہنچتے ہیں۔ اگر بے ارادہ نیکی ہے تو پھول بھی تو خوشبو دیتا ہے' پھول بھی تو رنگت بکھیرتا ہے۔ مگر پھول کو اس کا کوئی ثواب نہیں۔ پانی اگر آگ بجھاتا ہے تو قانون قدرت کے طور پر کرتا ہے۔ اس میں پانی کے لئے ثواب کا موجب تو کوئی چیز نہیں۔ مگر انسان جب آگ لگا بھی سکتا ہے بجھا بھی سکتا ہے' ارادے کے ساتھ لگاتا نہیں بلکہ بجھاتا ہے اور وہاں لگاتا ہے جہاں خدا چاہتا ہے کہ لگائی جائے تو اس کا ہر فعل خواہ آگ بجھانے کا ہو یا آگ لگانے کا ہو وہ نیکی بن جاتا ہے اس تجارت میں تبدیل ہو جاتا ہے جو اس کو کوئی گھاٹا نہیں جو کبھی فنا نہیں ہو گی۔

دوسری جگہ (-) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) بظاہر ملتی جلتی (-) ہیں مگر ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے کچھ نہ کچھ فرق ایسا رکھ دیا ہے کہ مضمون میں ایک نئی وسعت پیدا ہوئی ہے' ایک نیا رنگ بھرا گیا ہے۔ (-) جو اپنے رب کی رضا چاہتے ہوئے' رضا کی طلب میں صبر اختیار کرتے ہیں (-) اور پھر (عبادت) کو قائم کرتے ہیں (-) اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں (-) چھپ کر بھی اور کھلم کھلا بھی۔ اب دیکھیں یہاں بھی "سرا" کو پہلے رکھا گیا ہے۔ یہ قطعی ثبوت ہے اس بات کا کہ ان کی نیتوں میں کوئی فتور نہیں ورنہ آنکھیں بند کر کے اندھیرے میں پیسہ پھینکنے والا تو جاہل ہوا کرتا ہے سوائے اس کے کہ نیت اعلیٰ ہو اور یہ یقین ہو کہ خدا دیکھ رہا ہے۔ فرمایا (-) ان کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔ عقبیٰ ان کے لئے ایک دار کے طور پر ہو گی۔ — — — — — — — — "انہی کے لئے اس گھر کا انجام ہے" "عقبیٰ" انجام کو کہتے ہیں "الدار" وہ گھر یعنی قیامت کا گھر۔ قیامت کے بعد ملنے والا گھر۔ مگر جس طرح بھی اس کا ترجمہ کریں بات وہی ہے کہ ان کو انجام کار' نتیجتہً وہ گھر عطا ہو گا جو دائمی ہے۔ اس میں (یہ وہ تجارت ہے جو کبھی ہلاک نہیں ہو گی) تو نہیں فرمایا گیا۔ لیکن "الدار" کہہ کر جنت کی نعماء جو ہمیشہ کے لئے رہنے والی ہیں ان کے دوام کی طرف اشارہ فرما دیا۔ پس فرق جو ہے نتیجے میں وہ اس کے آغاز کے فرق کے طور پر وہ خود بخود پیدا ہوتا ہے۔ (-) مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں غریب' جو دنیا میں نہ گھر رکھتے ہیں نہ دنیا کی عارضی نعمتیں' اچھے لباس اوڑھنا بچھونا ان کو میسر ہوتا ہے اور اس کے باوجود وہ خدا تعالیٰ کے رزق پر چوری ہاتھ نہیں ڈالتے۔ (-) مطلب یہ ہے کہ لذتیں' ان کی تسکین وہ جو طمانیت بخش جاتی ہیں وہ نہ ختم ہونے والی ہیں اور جن کو اس کی عادت ہو' جن کی ساری زندگی اس میں کٹی ہو' ان کی تو موجیں ہی موجیں ہیں۔ دشمن سمجھتا ہے کہ بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اللہ کے انبیاء اتنے پیارے دیکھو کتنے دکھ دیئے جا رہے ہیں مگر جن کے ہاں صبح سے شام تک خیرات بٹتی ہو ان کی تسکین کا کوئی دوسرا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ وہ تجارت ہے جس کے متعلق فرشتے دعائیں دیتے ہیں کہ اے اللہ ان کے مال کو بڑھاتا چلا جا' ان کی تسکین کو بڑھاتا چلا جا' وہ غلام عطا کر دے ان کو جو ان جیسے ہی بننے شروع ہو جائیں۔

(-) ان کو پھر دنیا کمانے کی کوئی غرض نہیں رہتی۔ دنیا بھی کماتے ہیں تو اللہ ہی سے کماتے ہیں۔ فضل بھی اسی سے چاہتے ہیں یعنی اموال' دنیا کے اموال کے لئے رحمت کے مقابل پر فضل کی اصطلاح زیادہ استعمال ہوئی ہے (کلام الٰہی) میں' (-) اور فضل کماتے ہیں تو رضوان بھی کما جاتے ہیں' ایک یہ بھی معنی ہے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ فضل کی الگ دعا کر رہے ہیں رضوان کی الگ۔ وہ جن کا مال خدا کی راہ میں خرچ ہوتا ہے ان کا فضل کمانا رضوان کمانا ہی بن جاتا ہے۔ جتنا بھی خدا ان کو زیادہ دیتا ہے گویا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رضوان زیادہ دے رہا ہے- کیونکہ ان کے مال کا ہر حصہ اللہ کی رضا کی خاطر خرچ ہو رہا ہوتا ہے- تو کنجوس بے چارے کی تو زندگی ہی کوئی نہیں- اس کا ایک اور نقشہ خدا کی راہ میں سخی یا دنیا میں بھی جو سخی ہو اور کنجوس اس کے مقابل پر ہو اس کا بھی (-) نقشہ کھینچا ہے- میں وہ بتاتا ہوں آپ کو' ابھی آگے وہ آئے گا مضمون جو اسی مضمون سے تعلق رکھتا ہے- سردست میں آپ کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سناتا ہوں جو بخاری کتاب الزکوٰۃ سے لی گئی ہے- عرض کرتے ہیں کہ (-) فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے- اگر رشک کرنا ہے تو دو شخصوں پر کرو- ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا- دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ' دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے' ان کی تربیت کرتا ہے-

وہ جو پہلا مضمون میں نے (-) بیان کیا تھا اس کی تصدیق یہ (-) کر رہی ہے کہ وہ لوگ جو دنیا کا خرچ نہیں پاتے اپنے پاس خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے' ان کی توجہ پھر دانائی کی باتیں پھیلانا' برائیوں کو دور کر کے نیکیاں پیدا کرنا ان امور کی طرف بٹ جاتی ہے- جس طرح بعض دفعہ لوگ بینائی سے محروم ہوں تو حافظہ تیز ہو جاتا ہے' کچھ نہ کچھ انسان رد عمل ضرور دکھاتا ہے- تو ان لوگوں کا نقشہ (-) بھی اس رنگ میں بیان فرمایا ہے کہ خدا کے بندے دو قسم کے ہیں جن کے پاس کچھ نہ ہو وہ دانائی خرچ کریں گے پھر- جو بھی اللہ نے حکمت عطا کی ہے اس کو راہ خدا میں قربان کرتے پھریں گے- تو یہ دونوں بندے ہیں جن پر رشک کرنا چاہئے-(-)

ترمذی باب فضل النفقہ سے حضرت خریم بن فاتح کی روایت ہے رضی اللہ عنہ کہ (-) فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلے سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے-

اب یہاں جو لفظ سات سو ہے اس کی وضاحت کی خاطر میں نے آج آپ کے سامنے یہ (-) پڑھی ہے- (-) بعض ادوار ایسے آئے ہیں جن میں اعداد و شمار پر بہت زور ملتا ہے- (-) اول دور (-) میں لامتناہی اجر کی باتیں ملتی ہیں یا وہ لفظ ملتے ہیں اعداد کو ظاہر کرنے کے لئے جو عربی میں دراصل لامتناہی مضمون کو بیان کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں- سات دفعہ' ستر دفعہ یہ وہ مضمون ہیں جو عربی زبان میں لامتناہی کے معنے ہی رکھتے ہیں-

ہمیشہ اعداد کے مضمون کو ٹھہر کر غور کر کے دیکھیں یہ معلوم کریں کس کتاب میں سے ہے (-)' پھر مضمون سمجھنے کی کوشش کریں- (-) مگر بعض دفعہ ایک تاجر دو آنے خرچ کرتا ہے اور اس سے بے حد فیض پاتا ہے- حضرت بانی سلسلہ کے زمانے کے بعد ہی (حضرت امام جماعت) الاول کے زمانے میں مگر ایسے دوست جو (رفیق) بھی تھے- ماٹا کہتے تھے ہم ان کو- وہ ماٹا صاحب نے حضرت (امام جماعت احمدیہ الاول) سے یہ عرض کیا کہ میں بہت غریب آدمی ہوں مجھے کچھ دیں- آپ نے فرمایا دیکھو میں دو آنے دوں گا لیکن ایک وعدہ کرنا پڑے گا- میں تمہیں ایک تجارت بتاتا ہوں وہ شروع کر دو اور دو آنے تمہارا سرمایہ ہیں- یہ نہیں کھانا کبھی- جو پیٹ بھرنا ہے منافع سے بھرو اور کوشش کرو کہ یہ سرمایہ بڑھتا رہے- تو انہوں نے چھابڑی بنائی جیسا کہ حضرت (امام جماعت احمدیہ الاول) نے فرمایا تھا- دو آنے کے چنے لئے اس میں سے شاید پیسہ بچا کے نمک مرچ خریدے' کوئی املی خریدی اور وہ چھابڑی لگالی- اور اس چھابڑی سے وہ صاحب جائیداد بن گئے اور انہوں نے چھابڑی نہیں چھوڑی- جب ہم وہاں سکولوں میں پڑھا کرتے تھے تو ماٹے کے چنے کا اتنا شوق تھا کہ جو پیسے کبھی بچتے تھے گھر سے وہ وہاں آتے جاتے ماٹے کے چنے کھایا کرتے تھے- سادہ سے چنے تھے' بیچ میں آلو بھی ڈالے ہوتے تھے تھوڑے سے- مگر جو ان کا مزہ تھا وہ مزہ ہی اور تھا' اس میں دعائیں بھی شامل تھیں- حضرت (امام جماعت احمدیہ) الاول نے جس دعا کے ساتھ وہ دو آنے دیئے تھے اس میں دیکھیں کتنی برکت پڑی- صاحب جائیداد ہو گئے اور ان کی اولاد سب دنیا میں پھیلی پڑی ہے- ابھی ربوہ سے بھی ایک ان کے بیٹے ملنے کے لئے آئے تھے یا ان کے پوتے عبدالرحمان صاحب جو ان کے بیٹے تھے وہ ٹانگے والے بن گئے تھے- ان کے بچے ملنے آئے سارے خوش حال ہیں' اپنے خرچ سے یہاں آئے' اپنے خرچ سے جلسہ کی خاطر آئے جلسہ دیکھ کر واپس چلے گئے کوئی اور تمنا نہیں تھی تو یہ دو آنے کی برکت ہے-

میں یہ کہتا ہوں کہ سات سو گنا سے مراد یہ ہے کہ تم نے جو دو آنے استعمال کئے حکمت کے ساتھ دنیا کے قوانین کو جو خدا نے جاری کئے ہیں ان کو بہترین استعمال میں لاتے ہوئے اتنی برکتیں مل گئیں- مگر اللہ جو برکتیں ڈالے گا وہ ان ساری برکتوں کی انتہا سے سات سو گنا زیادہ ہوں گی- یہ دیکھیں تو وہ (حضرت بانی سلسلہ) کے زمانے کے چندے کے دو آنے کی سمجھ آ جاتی ہے- وہ اس تجارت سے بڑھے ہوئے مال کے مقابل پر واقعی سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ ہیں- اور جہاں بھی سات سو گنا یا آٹھ سو گنا کی بات ہو وہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ (کلام الٰہی) نے جب گنا کی بات کی ہے تو وہی دراصل مثال' اصل مثال ہے جس سے آگے مثالیں بنی چاہئیں-

وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض تمہارے انفاق ایسے ہیں جیسے ایک بیج ڈالو اس میں سے سات کونپلیں نکلیں- ہر میں بالیاں ہوں جو سو سو دانے رکھتی ہوں تو یہ سات سو گنا زیادہ بن جاتا ہے- سات کونپلوں پر جو بالی ہو ہر بالی میں سو دانے ہوں تو سات سو گنا بن جاتا ہے- لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ جس کے لئے چاہتا ہے زیادہ بڑھا دیا کرتا ہے- یہیں نہ ٹھہر جانا- تو ایک ذریعہ اس (-) کو سمجھنے کا یہ بھی ہے کہ سات سو کا جو ذکر ہے' ایک ابتدائی تمثیل کے طور پر ہے- اتنا تو تمہیں دے ہی دے گا اور وہ بھی بہت ہوتا ہے- ایک بیج ڈالے آدمی اس سے سات سو بیج بن جائیں یعنی ایک من پہ سات سو من گندم نکلے تو بہت بڑی جزاء ہے- لیکن فرماتا ہے کہ (-) مضمون یہ ہے کہ یہاں ٹھہر نہ جانا اس کا لامتناہی قانون بڑھاتے رہنے کا بھی ایک جاری و ساری ہے- وہ پھر جتنا چاہے دیتا چلا جائے گا اور اس کا تعلق نیت کے خلوص سے ہے-

کچھ اور باتیں بھی اس ضمن میں بیان کرنے والی تھیں مگر میں (اللہ نے چاہا تو) پھر بیان کروں گا- وقت ہو گیا ہے- ایک اعلان کرنا تھا جو باقی رہ گیا ہے- مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا آٹھواں سالانہ اجتماع شروع ہونے والا ہے 18 اگست سے شروع ہو رہا ہے تین دن جاری رہے گا- انہوں نے سب کو (سلام) کہا ہے اور دعا کی درخواست کی ہے-

صرف یہ کہہ کر اب میں بات ختم کرتا ہوں کہ ہم جس دور میں داخل ہو گئے ہیں وہاں ہمیں اب جلد جلد ان (-) مضامین کے پورا ہونے کا اس دنیا میں انتظار رہے گا اور بار بار رہے گا- کیونکہ جس تیزی سے جماعت پھیل رہی ہے اس تیزی سے مالی تقاضے بھی بڑھ رہے ہیں- آغاز میں یہ جو نئے آنے والے ہیں یہ جتنی قربانی دے سکتے ہیں اس سے بہت زیادہ خرچ چاہتے ہیں- اور اللہ تعالیٰ نے تالیف قلب کے تعلق میں ان تقاضوں کو بیان فرمایا ہے- پھر ان کی تربیت کے لئے جو نظام بنانا ہے' جس قدر مربی چاہئیں' جس قدر سکولز' ہاسپٹلز اور اس قسم کی چیزیں ہمیں چاہئیں ان پر ابتداء میں ہمیں سرمائے کی ضرورت ہے- اب ٹیلی ویژن کے ذریعے بھی ان کے ہاں نئی نئی قوموں میں' نئی نئی جگہوں پر ٹیلی ویژن کے انٹیناز نصب کرنے ہیں- پھر وقت کے تقاضے ہیں کہ اور زیادہ وقت بڑھایا جائے- اب میں کوشش کر رہا ہوں کہ اللہ کے فضل کے ساتھ یہ جو افریقہ اور پاکستان وغیرہ میں بھی' یورپ میں بھی جو وقت اس وقت میسر ہے اس سے کئی گناہ زیادہ وقت حاصل کر لیا جائے- کیونکہ اب ہمارے اندر اس وقت کے اندر سمٹ کر رہنے کی گنجائش نہیں ہے- انسان بڑا ہو تو کپڑے بڑے کرنے پڑتے ہیں اور بچے زیادہ ہوں تو گھر بڑے کرنے پڑتے ہیں- تو جماعت احمدیہ اس دور میں داخل ہو رہی ہے جہاں اتنی تیزی سے بدن بڑھ رہے ہیں کہ کل کے کپڑے چھوٹے دکھائی دینے لگے ہیں' کل کا گھر بالکل معمولی سا ہو گیا ہے- اس لئے جماعت (-) مالی قربانیوں میں بھی بڑھے اور یہ عرض کرے اللہ سے کہ "الدار" تو تو نے دینا ہی دینا ہے مگر اس دنیا میں بھی جو وعدے کئے ہیں جلد بڑھانے کے وہ دے- کیونکہ ہمیں تیری خاطر تیری رضا کمانے کے لئے' اس کے تقاضے پورے کرنے کے لئے بکثرت روپوں کی ضرورت ہے- ہم نے کسی اور سے نہیں مانگنا- تیرے در پہ جھکنا ہے- (-) وہ (-) بن کے دکھانا ہے کہ (-) وہ اللہ ہی سے فضل چاہتے ہیں اور ہر فضل جو ان کو عطا ہوتا ہے وہ اللہ کی رضوان بن جاتا ہے- اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے-

---

کچھ حسین و جمیل یادیں

حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر اپنی تصنیف حضرت مرزا ناصر احمد میں لکھتی ہیں-

گزشتہ سال فروری میں میری بھابی واپس انگلینڈ جانے والی تھی- حضرت صاحب سے ملنے گئیں تو ان سے فرمایا کہ جانے سے پہلے بچوں کو ملوانے کے لئے لانا تھا (وہ ان دنوں لاہور میں اپنے والدین کے پاس تھیں) چنانچہ جب وہ بچوں کے ساتھ آئیں تو آپ نے انہیں اپنے ذاتی بیٹھنے والے کمرے میں ہی بلا لیا- بچوں سے بہت پیار فرمایا اور ان کی چھوٹی بیٹی "بلو" سے فرمانے لگے کہ تمہیں پتہ ہے چڑیا کو کیسے پکڑتے ہیں اور پھر آپ نے اپنا جبہ اتار کر اس کے اوپر ڈال دیا- وہ بالکل اس میں یوں گھر گئی جیسے جال میں پرندہ- آپ اٹھ کر اپنے کمرے میں گئے اور میٹھا چڑھے بادام بچوں کے لئے لے کر آئے- پھر آپ نے اپنا جبہ اس پر سے اتارتے ہوئے فرمایا بس اب اس سے زیادہ برکت میں تمہیں نہیں دے سکتا- اور وہ اس کی حضرت صاحب کے ساتھ آخری ملاقات تھی-

حضرت صاحب کو شکار کا بہت شوق تھا اور بچپن سے ہی بچوں میں اس کی رغبت پیدا فرماتے- ہماری شادی سے دو تین سال پہلے کی بات ہے حضرت صاحب احمد نگر میں سیر کے لئے گئے ہوئے تھے- میرے بہنوئی اور بڑی ہمشیرہ بھی اپنے بچوں کے ساتھ وہاں تھے- ان کے بڑے بیٹے فاتح کی عمر اس وقت چھ سال تھی- آپ نے فرمایا اسے ایئر گن لے کر دو- شادی کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا کہ بچہ جب کم از کم تین ہزار چھرہ چلا لے تو پھر اس کا نشانہ صحیح ہوتا ہے- آپا کا فون آیا تو میں نے ان سے کہا کہ حضرت صاحب نے یہ فرمایا ہے- اس لئے آپ فاتح کو خوب مشق کرنے دیا کریں- آپ نے بعد میں مجھ سے فرمایا- اب تم نے اسے ٹھیک کہا ہے-

حضرت صاحب کبھی بائیں ہاتھ میں چیز نہ دیتے

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترمہ رحمت بی بی صاحبہ

مکیریاں میں چند سال شادی ہونے کے بعد بیوہ ہو کر کچھ عرصہ اپنے دیور حضرت مولوی وزیر الدین صاحب کے پاس سجان پور ٹیرہ میں رہیں تاکہ ان کا ایک ہی بیٹا (حضرت ماسٹر عطا محمد صاحب) وہاں سکول میں تعلیم حاصل کر سکے۔ حضرت مولوی وزیر الدین صاحب سجان پور ٹیرہ میں مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ اس کے بعد آپ نے ساری زندگی قادیان اور ربوہ میں گزاری۔ 90 سال کی عمر میں وفات پائی۔ ایک ہی بچے کی پیدائش کے دو تین سال بعد بیوہ ہو گئیں۔ گویا کہ 20-21 سال کی عمر میں بیوہ ہوئیں۔ اور زندگی کے باقی ستر سال بیوگی میں گزارے۔ پچاس سال کی عمر میں کلام پاک پڑھا اور اس شوق سے پڑھا کہ اس کی کئی لمبی لمبی سورتیں زبانی یاد کرلیں۔ اسی عمر میں آکر زیادہ تر دعائیں یاد کرنے کا موقعہ ملا۔ اور دعائیں نہ صرف یاد کیں بلکہ اوروں کو بھی یاد کرائیں۔ اگرچہ لکھنا پڑھنا تو نہیں جانتی تھیں لیکن کلام پاک کے پڑھنے کا اتنا شوق پیدا ہوا کہ دن کا خاصا حصہ کلام پاک پڑھتیں۔ اور دعائیں بھی کرتیں۔ جب قادیان میں ایک انتخاب کے موقعہ پر شرط یہ تھی کہ نام لکھنا آتا ہو اور جماعت نے اس سلسلہ میں بڑی کوشش کر کے اپنے ناخواندہ مردوں اور عورتوں کو نام لکھنا سکھایا تو انہوں نے بھی اپنا نام لکھنا سیکھ لیا اور انتخابات کی شرط کے مطابق خواندہ ہو گئیں۔

میری عمر اپنی والدہ کی وفات کے وقت گیارہ سال تھی اور میرا چھوٹا بھائی گیارہ ماہ کا تھا۔ ہم چار بہن بھائی تھے۔ انہوں نے ہمیں ماں کی طرح پالا۔ سب سے زیادہ توجہ چھوٹے بھائی کی طرف دینے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اسے اتنے پیار سے پالا کہ کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کہ وہ ان کا اپنا بچہ نہیں ہے اور اس بچے نے بھی جب عملی زندگی میں ہائی کورٹ لاہور کے متعلق ایک کتاب High Court Practice and Procedure لکھی جسے خاصا مستند مانا جاتا ہے تو اس کا انتساب انہی کے نام کیا اور یہ کہا کہ میری دادی اماں جنہوں نے مجھے ماں کی طرح پالا۔ ان کے نام اس کتاب کو منسوب کرتا ہوں۔

ہماری ہر خواہش کا احترام کیا۔ اور تربیت کے لئے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی مجھے یاد ہے کہ عصر کے وقت جب بچپن میں کھیلنے جاتا تو واپسی پر پہلا سوال یہ ہوتا کہ عصر کی عبادت کی ہے یا نہیں۔ اور یہ بھی یاد ہے کہ کئی دفعہ پوچھتے ہی کپڑا اچھا دیتیں اور اپنے سامنے عبادت کرواتیں۔ اگرچہ پہلے عبادت کر چکا ہوتا لیکن اپنے آپ کو اس بات کا یقین دلانے کے لئے کہ اس بچے نے عبادت کر لی ہے مجھے اپنے سامنے بھی عبادت کرواتیں۔

ہمدردی انسان کا جذبہ اس قدر تھا کہ محلے کی بیت الحمد کے خادم کے لئے ہر روز شام کا کھانا' جیسا کیسا بھی ہوتا تھا' بھجواتیں' ایک لمبے عرصے تک میرا چھوٹا بھائی اور اس سے بڑی بہن یہ کھانا اسے پہنچاتے رہے۔ اسی طرح ہمارے محلے میں ایک اور گھرانا ایسا تھا جسے ہر تقریب پر کپڑے بنوا کر دیتیں۔ خود لے کر جاتیں ان سے پیار اور ہمدردی کا اظہار کرتیں۔ اور اپنی اور ان کی خوشیوں کو باہم دگر اکٹھا کرنے کے لئے جو کچھ ہو سکتا کرتیں۔ کئی سال یہ بھی ہوا کہ ہر سال یتیموں کے لئے میٹھے چاولوں کی دیگ پکاتیں۔ ایک دفعہ دیگ پکائی تو اپنے ایک رشتہ دار بچے کو جو یتیم ہو چکا تھا دیگر بچوں کے ساتھ بلایا۔ اس بچے کی ماں برا مان گئی تو انہوں نے آزردہ ہو کر کہا میں نے تو خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے یتیم بچوں کے لئے چاول پکائے تھے۔ اور یہ تمیز نہیں کی کہ کوئی بچہ اپنے خاندان کا ہے یا دوسرے کا۔ اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے۔ یتیم تو بہر حال یتیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یتیم کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اس میں یہ تمیز تو نہیں رکھی گئی کہ یہ اپنا یتیم ہے یہ پرایا یتیم ہے۔ اسی طرح چاولوں کی دیگ ہی کے سلسلے میں ایک دفعہ یہ سوال بھی اٹھا کہ اگر اس دیگ میں سے کچھ چاول خود کھانے کو جی چاہے تو کیا کیا جائے۔ جس سے انہوں نے پوچھا انہوں نے بتایا کہ الگ چاول پکا کر اس میں ڈال دیئے جائیں اور اتنے ہی چاول اپنے لئے پکے ہوئے نکال لئے جائیں گویا کہ دیگ پوری کی پوری ہونی چاہئے۔ اگر اس میں سے کھانے کے لئے کچھ لینا ہو تو اس میں وہ مقدار الگ چاول پکا کر ڈال دی جائے۔

جہاں تک گھر کے انتظام کا تعلق ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہر سال سال بھر کے لئے گندم' چاول' مختلف دالیں' خریدی جاتی تھیں۔ بلکہ ہمارے ایک کمرے میں گندم کی کوٹھی اور دالوں اور چاولوں کی چاٹیاں ہوتی تھیں اور اس طرح سارا سال یہ چیزیں بار بار خریدنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ آپ نے ان دنوں مکیریاں اور دوسرے علاقوں سے جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے گھر میں بارہ بارہ کھیس اور کچھ رضائیاں الگ رکھی ہوتی تھیں۔ یہ پیٹی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کھلتی تھی اور آنے والے مہمانوں کو دری کھیس چادریں اور رضائیاں مہیا کی جاتی تھیں۔

گھر میں بچوں پر اگر کبھی غصہ آتا تھا تو انہیں برا بھلا کہنے یا مارنے کی بجائے اپنے ہی متعلق زور زور سے کہتیں کہ میں اپنے آپ کو نقصان پہنچا لوں گی گویا کہ احساس یہ ہوتا تھا کہ اگر کسی بچے نے غلطی کی ہے تو ہو سکتا ہے میں نے اس کی صحیح تربیت نہ کی ہو۔ یا اسے ٹھیک طور پر کوئی بات سمجھائی نہ ہو۔ چنانچہ ایسا بھی ہوتا جب وہ یہ کہتیں کہ میں اپنے آپ کو نقصان پہنچا لوں گی تو ہم میں سے ایک دوڑ کر اپنے نانا جان کو بلا لاتا کہ انہیں سمجھایئے۔ یہ اپنے آپ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ لیکن ان کے آنے تک اکثر ان کا غصہ فرو ہو چکا ہوتا۔ اور وہ آکر دیکھتے کہ گھر کے کام معمول کے مطابق جاری ہیں۔

میری بیوی اکثر یہ کہتی ہے میں تو جب اس گھر میں آئی تھی تو بالکل الہڑ۔ اور نادان تھی مجھے سب کچھ انہوں نے سکھایا۔ گھر کے کام سکھائے دعائیں سکھائیں۔ رشتہ داروں سے اور دوسروں سے ملنے جلنے کی سمجھ بوجھ دی اور کبھی کبھار کے غصے کے علاوہ اتنا پیار دیا کہ وہ کام کرتے دیکھ کر ان کے پاس آجاتیں اور ان کے ہاتھ پکڑ کر چومتیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

چنانچہ 1953ء میں میری بیوی باہر میرے پاس نائیجیریا آنے کے لئے تیار ہوئیں تو اکثر ان کے ہاتھ چومتیں اور انہیں دعائیں دیتیں اور کہتیں کہ اب تم چلی جاؤ گی تو یہ گھر بے رونق ہو جائے گا۔

میں اپنی سمجھ بوجھ اور تجربہ کی بناء پر اکثر کہتا ہوں کہ میں نے ایسی سگھڑ عورت کہیں نہیں دیکھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف وہی سگھڑ تھیں۔ لیکن انسان کا جس سے جتنا تعلق ہو وہ اتنا ہی اسے زیادہ سمجھنے کا دعویٰ کر سکتا ہے اور دوسروں کی ویسی ہی خوبیوں کے باوجود اکثر اس کی خوبیوں ہی کا ذکر کرتا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ سگھڑ عورتوں میں شمار ہو سکتی تھیں گھر کے کام' محلہ کے لوگوں سے تعلقات۔ یہ کہیں سے' نفسیات پڑھ لینے کے بعد ہی نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتے ہیں۔

ایک خاص بات ان کی یہ تھی کہ وہ دعائیں بہت کرتی تھیں۔ میں نے اکثر دیکھا کہ حضرت صاجزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی بیگم صاحبہ بعض اوقات انہیں ایک ایک مہینے کے لئے اپنی کوٹھی میں ایک کمرہ دے کر دعا کرواتی تھیں۔ ان دنوں میں مجھے بھی حضرت صاجزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے دولت خانہ پر حاضر ہونے کا موقعہ ملتا تھا۔ حضرت صاجزادہ صاحب اپنی بیٹی صاجزادی امتہ الودود صاحبہ کے لئے ایک ٹرائی سائیکل لائے تو مجھے بھی اس ٹرائی سائیکل کو بعض اوقات استعمال کرنے کا موقعہ مل جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاجزادی امتہ الودود صاحبہ کے درجات بلند فرمائے۔

میری دادی اماں کا نام رحمت بی بی تھا اور میرے دادا جان جو 1892ء میں قادیان جلسہ پر تشریف لائے تھے ان کا نام حضرت میراں بخش اس جلسہ پر مکیریاں سے میرے دادا جان ان کے چھوٹے بھائی حضرت مولوی وزیر الدین صاحب میاں غلام حسین صاحب اور میرے ایک تایا مکرم غلام رسول صاحب بھی تشریف لائے تھے اور ان حضرات کا اس جلسہ پر آنا ہمارے لئے ایک نہایت قیمتی اثاثہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرمائے۔ یہ بات بھی ہمارے لئے قابل فخر ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ان چاروں کے نام اپنی ایک تصنیف میں درج فرمائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ میری دادی اماں۔ جنہوں نے ہمیں ماں کی طرح پالا۔ کو اپنے قرب میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند کرتا رہے۔ آمین۔

نسیم سیفی

حسن خاتمہ کے لئے ہر ایک کو دعا کرنی چاہئے۔ عمر کا اعتبار نہیں۔ ہر شئے پر اپنے دین کو مقدم رکھو زمانہ ایسا آگیا ہے کہ پہلے تو خیالی طور پر اندازہ عمر کا لگایا جاتا تھا مگر اب تو یہ بھی مشکل ہے دانشمند کو چاہئے کہ ضرور موت کا انتظام کرے۔ میں اتنی دیر سے برادری سے الگ ہوں۔ میرا کسی نے کیا بگاڑ لیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے مقابل پر کسی کو معبود نہیں بنانا چاہئے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

حضرت امام جماعت الاول کے جوش دعوت الی اللہ کے بارے میں حضرت یعقوب علی تراب لکھتے ہیں۔

چوٹ اور اس کی تکلیف۔ کم خوابی اور اس کا کرب۔ ضعف اور ناتوانی۔ ایک طرف۔ مگر اس حالت میں دعوت الی اللہ کا جوش ایسا ہے کہ برادرم مفتی محمد صادق واپس آئے تو بڑے شوق کے ساتھ ان کے حالات سفر کو غیر معمولی طور پر سنا۔ اور دعوت الی اللہ کا جو کام ان حصوں میں ہوا اس کی تفصیل معلوم کر کے بہت خوش ہوئے۔ پھر خواجہ صاحب (خواجہ کمال الدین صاحب) جب پہلی مرتبہ عیادت کے لئے آئے تو انہوں نے ذکر کیا کہ علی گڑھ میں جو لیکچروں کا انتظام ہوا ہے اس میں پہلا لیکچر میرا ہے صاجزادہ آفتاب احمد خان صاحب کا تار آیا تھا مگر آپ کی ناسازی طبع کے باعث میں نے انہیں اطلاع دی کہ میں نہیں آسکتا۔ اس پر انہوں نے بذریعہ تار حضرت صاحب کی اجازت لی ہے اور مجھے بلا کر کہا کہ جب تک حضرت کی طبیعت درست نہ ہو نہ آؤ۔ فرمایا۔ "نہیں۔ میری علالت اس دعوت الی اللہ کے کام میں روک نہ ہو۔ وہاں ضرور جانا چاہئے۔ انہیں لکھ دو کہ میں اپنے وجود کو کسی طرح پر بھی دین حق کے کام میں روک نہیں بنانا چاہتا۔ میری آرزو تو یہ ہے کہ میں دین حق ہی کی خدمت میں زندگی پوری کر دوں۔ تم ضرور جاؤ۔"

(الحکم 7 جنوری 1911ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

امریکہ کی نظر میں دہشت گرد ممالک

امریکہ نے دنیا کے سات ممالک کو دہشت گردی کی سرکاری سرپرستی کرنے والے ممالک قرار دے کر ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ امریکی دفتر خارجہ کے ترجمان کے مطابق امریکی حکومت دہشت گردی کے متعلق اپنی سالانہ رپورٹ جلد جاری کرنے والی ہے۔ اس رپورٹ میں سات ممالک پر دہشت گردی کا سرپرست ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ایران' کیوبا' عراق' لیبیا' شمالی کوریا' سوڈان اور شام دنیا میں ہونے والی زیادہ تر دہشت گردی کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ ترجمان کے مطابق رپورٹ جاری ہونے کے بعد کانگریس میں ان ممالک کے خلاف جامع اور سخت ترین پابندیاں عائد کرنے کے لئے بل بھی جلد ہی پیش کیا جائے گا۔ ترجمان کے مطابق امریکہ دنیا میں ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ایسی سرگرمیاں کسی بھی صورت برداشت نہیں کی جائیں گی۔

وائس آف امریکہ کے مطابق اسرائیل اور حزب اللہ کے درمیان جنگ بندی میں شام کی جانب سے کلیدی کردار ادا کرنے کے باوجود اس کو اس فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔

OOO

سوڈان کو سلامتی کونسل کی دھمکی

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے سوڈان کو دو ہفتے کی مہلت دی ہے کہ وہ ان تین افراد کو ایتھوپیا بھیج دے جن پر شبہ ہے کہ انہوں نے پچھلے سال مصر کے صدر حسنی مبارک کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ وائس آف امریکہ کے مطابق اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے کہا ہے کہ اگر ان تین افراد کو ملک بدر نہ کیا گیا تو وہ 10- مئی تک سوڈان پر سفارتی اور فضائی پابندیاں عائد کر دے گی۔ سلامتی کونسل اس سے پہلے بھی دو مسلم ممالک لیبیا اور عراق پر پابندیاں عائد کر چکی ہے۔

OOO

لبنان میں جنگ زدہ لوگوں کی واپسی

جنوبی لبنان میں اسرائیل اور حزب اللہ کے درمیان جنگ بندی کے بعد شہریوں کی بڑی تعداد جنوبی لبنان اور شمالی اسرائیل میں اپنے گھروں کو واپس جا رہی ہے۔ یروشلم میں بی بی سی کے نامہ نگار نے بتایا کہ بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں جنگ بندی کے سمجھوتے کے بارے میں سخت شکوک پائے جاتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو اس بات کی بہت کم توقع ہے کہ امن و امان زیادہ طویل عرصے تک جاری رہے گا۔

OOO

ایرانی عازمین حج کا احتجاجی مظاہرہ

سعودی حکومت کی شدید پابندیوں کے باوجود ہزاروں ایرانی عازمین حج نے ان پابندیوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے احتجاجی مظاہرہ کیا ایرانی ریڈیو کے مطابق ایرانی عازمین حج نے امریکہ اور اسرائیل کی شدید مذمت کی اور ان کے خلاف شدید نعرہ بازی کی۔ واضح رہے کہ چند سالوں سے مسلسل ایرانی عازمین حج' حج کے موقع پر احتجاجی مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس سال سعودی عرب نے حج کے موقعے پر کسی بھی سیاسی سرگرمیوں کی مناہی کر دی تھی اور اعلان کیا تھا کہ مظاہرہ کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی لیکن ان سب پابندیوں کو ایران کے عازمین حج کوئی خاطر میں نہیں لائے۔

OOO

روس میں کمیونسٹوں کی آمد کا خطرہ

روس کے صدر مسٹر بورس یلسن نے خبردار کیا ہے کہ اگر صدارتی انتخابات میں کمیونسٹ جیت گئے تو پورے ملک میں افراتفری مچ جائے گی۔ اور اس کے دوررس اثرات روس سمیت آزاد ریاستوں اور کئی دوسرے ممالک پر پڑیں گے۔ مسٹر بورس یلسن نے چین سے واپسی پر قازقستان میں مختصر قیام کے دوران ایک بیان میں کہا ہے کہ کمیونسٹ لیڈر ولادی زیگ نیوف کے جیتنے سے ملک میں سوشل ترقی کا عمل رک جائے گا۔

انہوں نے کہا کہ روس کے مستقبل کا انحصار ان کی طرف سے کی گئی اصلاحات پر ہے۔

ادھر کمیونسٹ امیدوار ولادی زنگ نیوف نے سینٹ پیٹرز برگ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کمیونزم کی واپسی سے ظلم کا دور واپس نہیں آئے گا۔ اور نہ ہی نجی ملکیت کو ختم کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ روس کو ایک مستحکم۔ اور سنجیدہ صدر کی ضرورت ہے۔

OOO

نسیم سیفی

سائنسی آگہی

(طب و صحت)

اگرچہ دنیا بھر میں دنیا اور دین میں نام کمانے والے لوگوں میں خواتین کے نام بھی آتے ہیں جنہوں نے اپنا سکہ جمایا اور دنیا کو بتا دیا کہ وہ کسی سے کم نہیں ہیں لیکن عام طور پر یہی کہا جاتا رہا ہے اور اب بھی کہا جا رہا ہے کہ عورت مظلوم مخلوق ہے کہ یہ دنیا مردوں کی دنیا ہے اور مردوں نے عورتوں کو ہمیشہ اپنے اقتدار کے نشے میں دباؤ کے نیچے رکھا ہے اور ظلم و تشدد سے بھی وہ باز نہیں آیا۔ عورت کی مظلومیت کی داستانیں ساری دنیا میں مشہور ہیں۔ لیکن ہمارے زمانے سے پہلے کوئی دنیاوی اجتماعی کوشش ایسی نظر نہیں آتی جہاں عورتوں کے حقوق کی آواز اٹھائی جائے۔ یاد رہے ہم اس وقت مذہبی دنیا کی بات نہیں کر رہے دنیاوی طور پر عورت مظلوم رہی ہے۔ اور اس کی مظلومیت کو دور کرنے کے لئے کسی فرد نے یا ادارے نے ایسی کوشش نہیں کی جسے عالمی سطح پر تسلیم کیا جائے۔

عورت کی مظلومیت کا یہ عالم ہے کہ اس کو دور کرنے کے لئے اجتماعی کوششیں ہو رہی ہیں ان میں سے کچھ کوششیں ایسی بھی ہیں جن کے متعلق بعض کا کہنا ہے کہ وہ ضرورت سے زیادہ آگے جا رہی ہیں۔ اور عورت کو ایسے ماحول میں دھکیل رہی ہیں جو اس کے لئے مناسب نہیں۔ لیکن بہرحال یہ بات تو ماننی پڑے گی کہ جو کوششیں عورت کی مظلومیت کو دور کرنے کے لئے کی جا رہی ہیں وہ کسی نہ کسی رنگ میں اس کی مظلومیت کو دور ہی کرنے والی ہوں گی۔

کچھ عرصہ ہوا قاہرہ میں ایک عالمی کانفرنس ہوئی تھی۔ اگرچہ اس پر بڑی لے دے ہوئی لیکن بہت سی خواتین کی انجمنوں نے محسوس کیا کہ اس کا فائدہ بھی ہوا۔ اسی طرح گزشتہ دنوں بیجنگ میں ایک کانفرنس ہوئی تھی یہ بھی عالمی سطح کی کانفرنس تھی اور اس میں دنیا کی مختلف حکومتوں نے 'غیر حکومتی اداروں نے' اور افراد نے بڑی تعداد میں حصہ لیا تھا۔ اگرچہ اس کانفرنس پر بھی بعض اعتراض اٹھائے گئے لیکن بہرحال اس کا موضوع تو یہی تھا کہ عورت کو مظلومیت سے نکالا جائے۔ اس کی مظلومیت کئی رنگ میں اس کے آڑے آتی ہے۔ ایک یہ ہے کہ مناسب موقعوں پر اس کی مناسب دیکھ بھال نہیں کی جاتی۔ اس کے علاج معالجے پر پوری توجہ نہیں دی جاتی۔ اس کو وہ مراعات حاصل نہیں جو اس کے بھائیوں کو حاصل ہیں۔ گزشتہ دنوں ہندوستان میں دہلی میں ایک کانفرنس منعقد کی گئی جس میں چالیس سے زیادہ ممالک نے حصہ لیا اور پندرہ سو مندوبین شامل ہوئے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انگلستان کی رائل انسٹی ٹیوٹ آف گائنوکالوجی کے ہیڈ (Head) ایک بہت بڑا وفد لے کر آئے۔ اس موقعہ پر عورت کے ماں بننے سے پہلے اور اس کے بعد کے حالات پر غور کیا گیا۔ پہلے اس کا کس طرح خیال رکھا جانا چاہئے۔ اور بعد میں اسے کیا سہولیات ملنی چاہئیں۔ ان کے ذکر پر زیادہ تر یہی بتایا گیا کہ ماں بننے والی عورت کا پوری طرح خیال نہیں رکھا جاتا۔ جس آسائش کی اسے ضرورت ہے وہ اسے مہیا نہیں ہوتی اور ماں بننے کے بعد بھی اس کے ساتھ کوئی بہت اچھا سلوک نہیں کیا جاتا۔ اگرچہ یہ شکایات زیادہ تر ترقی پذیر ممالک کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ ترقی یافتہ ممالک میں یہ شکایات بالکل معدوم ہو چکی ہیں۔ اس کانفرنس نے دنیا کی توجہ اس بات کی طرف دلائی ہے کہ عورت کو اس کا صحیح مقام ملنا چاہیے۔ جب اسے کسی چیز کی فطری طور پر ضرورت پیش آتی ہے۔ وہ اسے مہیا کی جانی چاہئے۔ اور مردوں کا فرض یہ ہے کہ وہ اس سلسلے میں پوری دلجمعی کے ساتھ انتظامات کریں۔ اسی سلسلے میں خاندانوں کے فرائض بھی سامنے آئے۔ آخر ماں بننے والی خاتون اور ماں بننے کے بعد کی خاتون کسی خاندان کا حصہ ہوتی ہے۔ اور جس خاندان کے لئے وہ ایک بچہ کو جنم دے رہی ہے۔ اس خاندان کا فرض ہے کہ اس کا خیال رکھے۔ پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ اس سلسلے میں حکومتوں اور غیر حکومتی اداروں کا فرض ہے کہ وہ عورتوں کو آگاہی فراہم کریں کہ انہیں پہلے کیا کرنا چاہئے اور بعد میں کیا کرنا چاہئے۔ اور کہاں کہاں سے وہ مناسب ہدایات حاصل کر سکتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کانفرنس کی بناء پر حکومتیں اب بہتر انتظام کر کے خواتین کی مدد کریں گی۔ کریں گی یا نہیں۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ توجہ دلا دی گئی ہے اور کسی کام کے کروانے کے لئے سب سے پہلا اقدام توجہ دلانا ہی ہوتا ہے۔ خدا کرے کہ اس کانفرنس کے نتیجہ میں اور ایسی ہی دیگر منعقد ہونے والی کانفرنسوں کے نتیجہ میں خواتین کی مظلومیت اور بے بسی اور بے کسی کا چارہ ہو سکے۔

سادہ زندگی اور روحانیت

O حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں۔

"اس کے بغیر جماعت میں قربانی کا مادہ کسی صورت میں پیدا ہو نہیں سکتا اور نہ روحانیت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ 4

تھے بچہ ہو یا بڑا۔ جب تک دایاں ہاتھ سامنے نہ کرے آپ اسے چیز نہ پکڑاتے بلکہ اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیتے تھے اور جب وہ دایاں ہاتھ سامنے کرتا تو پھر اس کو پکڑا دیتے۔

آپ بہت محتاط طبیعت کے مالک تھے۔ شادی کے پہلے دن ہی آپ مجھے اپنے ساتھ غسل خانہ میں لے کر گئے اور فرمایا اور یہ گرم پانی کی ٹوٹی ہے اور یہ سرد کی۔ پہلے سرد کھولنا پھر آہستہ آہستہ اس میں گرم ملانا۔ احتیاط کرنا میں ایک بار اپنا ہاتھ جلا چکا ہوں۔ پہلا دن تھا۔ کچھ بول تو نہ سکی البتہ دل میں خیال آیا کہ یہ بھی بھلا کوئی بتانے والی بات ہے اس کے بعد غلطی سے بھول کر میں نے دوبار اپنا ہاتھ جلایا۔

اسلام آباد میں ایک روز شام کی سیر پر انہیں چائے کے چمچ پر عجیب ذائقہ محسوس ہوا۔ مجھ سے فرمانے لگے منصورہ بیگم میرے برتن خود دھویا کرتی تھیں۔ تم بھی میرے برتن خود دھویا کرو۔ اگلے کھانے پر کھانے سے پہلے میں اس غرض سے اپنے کمرے سے باہر آئی کہ ان کے لئے برتن خود دھو کر دوبارہ میز پر لگا دوں۔ میں لگانے آئی تو عزیزہ جمی نے کہا کہ انہوں نے خود دھو کر لگا دئے ہیں۔ میں نے شرم میں پھر نہ دھوئے۔ اس کے بعد پھر ان کی بیماری میں تو کسی اور چیز کی ہوش ہی نہ تھی۔

اس بات کی بھی بہت احتیاط رکھتے اور مجھ سے رکھواتے تھے کہ پردے ٹھیک طرح سے کھینچے جائیں اور یہ کہ کوئی دروازہ اور اس کی کل کھلی نہ ہو۔ سونے سے قبل دروازوں کی کلیں خود چیک کرتے۔

ایک روز صبح ناشتہ کی میز پر بیٹھے تھے۔ میں ان کے لئے اور اپنے لئے چائے کی پیالیاں بنا کر لائی۔ ایک پیالی ان کے لئے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی دوسرے ہاتھ میں اپنے لئے پکڑی ہوئی تھی۔ فرمانے لگے اس طرح چائے گر کر مجھے جلا سکتی ہے۔ چنانچہ پھر میں نے احتیاط رکھنی شروع کر دی۔ انہیں چائے دے کر پھر اپنی پیالی لاتی۔

حضرت صاحب ظہر اور عصر کے بعد اکثر تھوڑی دیر کے لئے زیر تعمیر (گھر) چلے جاتے۔ عمارت کی تعمیر کا معائنہ فرماتے ہدایات وغیرہ دیتے۔ ایک روز (اس گھر) کے صحن میں لگے ہوئے ایک درخت کی چھوٹی سی ٹہنی ہاتھ میں پکڑے کمرے میں آئے۔ اس پر سبز رنگ کے چھوٹے چھوٹے بیج کالی مرچ کی شکل اور سائز کے لگے ہوئے تھے۔ فرمانے لگے یہ کالی مرچ سے ملتے ہیں۔ میں نے چکھنے کے لئے فوراً ایک دانہ منہ میں ڈال لیا کہ دیکھوں ذائقہ بھی کالی مرچ جیسا ہے کہ نہیں۔ آپ بہت گھبرائے اور بغیر علم کے ہر چیز کو یوں منہ میں ڈالنے سے منع فرمایا۔

انسانی نفسیات کو آپ کتنا سمجھتے اور اس کا کتنا احساس فرماتے تھے۔ اس کا اندازہ آپ کی اس بات سے ہو سکتا ہے۔ ایک روز ناشتے پر جب میں آپ کے لئے چائے بنا رہی تھی آپ نے مجھ سے فرمایا۔ ہر عورت کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کی زندگی میں مرے۔ میں نے جب آپ کی یہ بات سنی تو آپ کو دیکھا اور خاموش رہی۔ اور چائے بناتی رہی۔ آپ نے بھی مجھے خاموشی سے دیکھا اور مزید کچھ نہ فرمایا۔ میں اس وقت ان کی یہ بات سن کر ڈر گئی کہ شادی سے چند روز قبل میرے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی تھی لیکن ساتھ ہی میرے دل و دماغ میں حضرت صاحب کی اس کیفیت کا نقشہ آیا جو حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی وفات پر آپ کی تھی۔ جب میرے تصور میں آپ کی وہ حالت آئی تو مجھ سے برداشت نہ ہوا۔ کہ ایک مرتبہ پھر اسی کرب میں سے گزریں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اچھا میں یہ تکلیف برداشت کر لوں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ پھر مجھے بھی جلد ہی بلا لے۔ آپ کی اس بات سے میرے ذہن میں اپنی ساری سوچ گھوم گئی اور میں ان سے کچھ نہ کہہ سکی۔

آپ میں تحمل اور برداشت بہت تھی۔ میری نادانیوں کو بھی محبت سے برداشت کرتے۔ ایک روز مجھ سے کہا "بعض دفعہ تم بالکل بچوں جیسی حرکت کرتی ہو۔" اور ایک دفعہ یہ کہا "بعض دفعہ تم بالکل دس سال کے بچے جیسی حرکت کرتی ہو۔" لیکن ساتھ ہی ہنس کر یہ کہہ دیتے But I Enjoy You اور میں مطمئن رہتی۔

اللہ کی ذات پر متقی کامل کی طرح بے پناہ توکل تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے زندگی میں کبھی کسی انسان سے کچھ نہیں مانگا۔ توکل علی اللہ کی اس بے مثال دولت سے مجھے بھی حصہ دے گئے۔

ایک مرتبہ جب ہم پہلی مرتبہ اسلام آباد گئے تو مجھے ایک چیز کی ضرورت پیش آئی۔ میں نے آپ سے اسے منگوانے کے لئے کہا۔ آپ نے اسے منگوانے کے لئے ہدایات دیں۔ جب مطلوبہ چیز مل نہیں رہی تھی۔ آپ نے مجھ سے ذکر نہ کیا اور کوشش کرواتے رہے اسی روز شام یا شائد اگلے روز وہ چیز تحفۃً کوئی لے آیا۔ آپ نے میرے بھائی سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور پھر بڑی سنجیدگی سے فرمایا کہ خدا اسے کبھی تنگی نہیں دے گا اور اس کی سب ضرورتیں خود پوری کرے گا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ میں نے دن رات لحہ بہ لحہ اس بات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور محسوس کیا ہے کہ خدا تعالیٰ خود میری ساری ضرورتیں پوری کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسے اوقات میں مجھے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کے شکر کے ساتھ ان کی محبت بھری یاد بھی ضرور آتی ہے اور نظروں میں آپ کا وہ چہرہ آجاتا ہے۔ مجھے یاد ہے یہ بات کہتے ہوئے آپ کا لہجہ اور چہرے کا تاثر بالکل بدل گیا تھا۔ بیت الفضل اسلام آباد کے ٹی۔ وی۔ لاؤنج میں بیٹھے ہوئے آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

اطلاعات و اعلانات

معلمین کی فوری ضرورت ہے

○ ایسے احباب جو بچوں کو کلام الٰہی صحت تلفظ کے ساتھ پڑھا سکیں اپنی درخواستیں مقامی صدر جماعت / امیر صاحب کی وساطت سے فوری طور پر بھجوائیں نیز انٹرویو کے لئے 18- مئی بروز ہفتہ صبح دس بجے ایڈیشنل نظارت اصلاح و ارشاد (وقف عارضی) ربوہ میں حاضر ہوں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد وقف عارضی)

درخواست دعا

○ مکرم مجید احمد خان صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور گذشتہ 15-20 دنوں سے بیمار ہیں۔ ان کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم چوہدری عبدالغفور صاحب ابن مکرم چوہدری دین محمد صاحب ننگلی محلہ فیکٹری ایریا ربوہ کو پچھلے ہفتے جرمنی میں ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ وہاں کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ لیکن کافی کمزوری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ شاہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالغنی صاحب بھٹی محمود آباد سندھ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مورخہ 96-4-12 کو ساڑھے سات بجے صبح وفات پا گئیں۔ ان کا جنازہ بیت المھدی گولبازار میں مکرم صوبیدار صلاح الدین احمد صاحب نے پڑھایا۔ ان کی تدفین قبرستان عام میں ہوئی جہاں قبر تیار ہونے پر مکرم مولانا بشیر احمد صاحب قمر مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔

مخلصین کی قربانی

○ "جہاں تک تحریک جدید کے کاموں کو چلانے کا کام ہے جماعت نے اس معاملہ میں بے نظیر قربانی پیش کی ہے اور ہر قربانی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کو آئندہ اس سے بڑھ کر قربانی کرنے کی توفیق عطا کی جاتی ہے۔ مخلصین کی قربانی اس بیج کی طرح ہوتی ہے جو کہ پھولتا پھلتا اور بار بار پھل لاتا ہے۔ اگر ایک شخص اخلاص کے ساتھ تحریک جدید میں حصہ لیتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ آئندہ سال اسے پہلے سے زیادہ قربانی کی توفیق ملے"۔

(ایڈیشنل وکیل المال اول تحریک جدید)

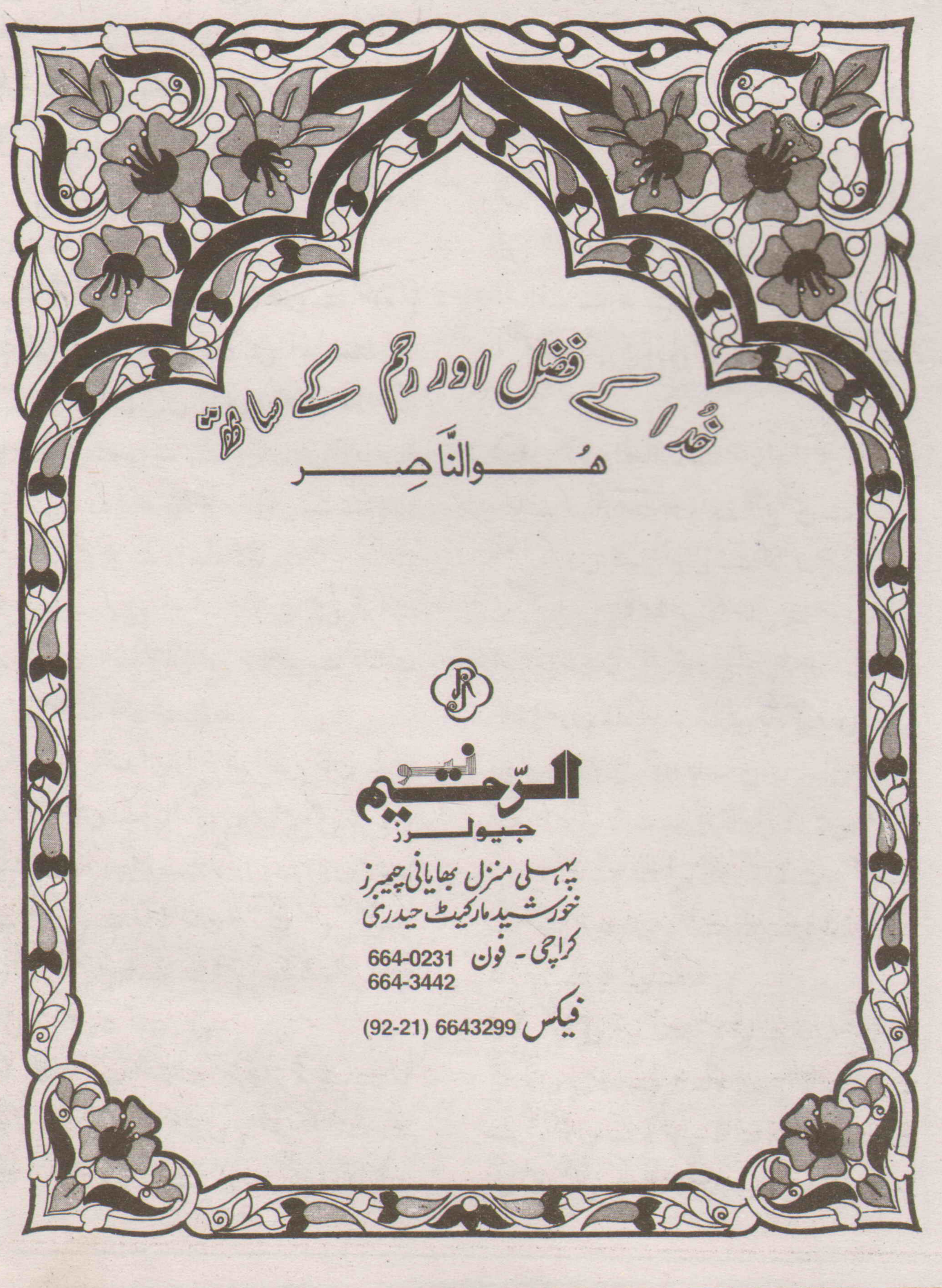

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 4- مئی-1996ء
درجہ حرارت کم از کم 22 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 40 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے ہدایت کی ہے کہ تنخواہ دار طبقے پر کم سے کم ٹیکس لگائے جائیں۔ روپے کی قیمت میں کمی' تیل اور اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں اضافے کے باعث عوام پریشان ہیں۔ ٹیکسوں کے بوجھ بڑھنے سے اپوزیشن عوام کو بھڑکائے گی۔ وزیر اعظم کی ہدایت پر وزارت خزانہ نے اقدامات شروع کر دیئے ہیں۔ وزیر اعظم کے مشیر برائے خزانہ مسٹر وی اے جعفری نے کسی قسم کا تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ بجٹ میں 30 سے 35- ارب روپے کے ٹیکسوں کا امکان ہے۔ تنخواہ دار طبقے کو ریلیف دینے کے لئے بھی اقدامات کئے جائیں گے۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ ہم نے حکومت سنبھالتے ہی نوجوانوں پر روزگار کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ نوجوانوں سے کلاشنکوفیں چھین کر انہیں قلم اور کتابیں دیں اور تعلیمی اداروں سے کلاشنکوف کلچر کا خاتمہ کر دیا۔ انہوں نے طلباء تنظیم سیاف سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم نوجوانوں سے سیاسی مقاصد حاصل کرنے والوں میں سے نہیں ہیں۔

○ آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل حمید گل نے کہا ہے کہ میں انٹیلی جنس کا بادشاہ ہوں حکومت کو میرے تعاقب سے کچھ نہیں ملے گا۔ حکومت نے جن لوگوں کو میرے پیچھے لگایا ہے ان کی ہمدردیاں میرے ساتھ ہیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ میرا تعاقب امریکی خواہش پر کیا جارہا ہے۔

○ شہزادی ڈیانا نے عمران خان سے شکوہ کیا ہے کہ انہوں نے سیاست میں آنے سے پہلے انہیں باخبر کیوں نہیں کیا۔ وہ عمران خان کے سیاست میں حصہ لینے سے پریشان ہیں اور سوچ رہی ہیں کہ وہ آئندہ ماہ کینسر ہسپتال کے لئے چندہ مہم کے لئے ہونے والے عشائیے میں شرکت کریں یا نہ کریں کیونکہ عشائیے میں شرکت کرنے سے پاکستان اور برطانیہ کے تعلقات خراب ہونے کا خدشہ ہے۔

○ ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کہا ہے کہ پاکستان نے اپنا ایٹمی پروگرام کبھی بند نہیں کیا۔ مغربی پروپیگنڈہ نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات بٹھا دی ہے کہ پاکستان کو "پیچ کس" بھی دیا گیا تو وہ ایٹم بم بنانے کے کام آئے گا۔ اس لئے کوئی چیز یہاں نہ آنے دیں۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ لاڑکانہ میں صحافیوں پر حملہ حکومت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ وزیر اعظم کی لاڑکانہ میں موجودگی کے دوران ایسا واقعہ آزادی صحافت پر سنگین حملہ ہے۔

○ پنجاب کے گورنر راجہ سروپ خان علاج کے لئے امریکہ روانہ ہو گئے ہیں ان کی غیر حاضری میں پنجاب اسمبلی کے سپیکر مسٹر محمد حنیف رامے قائمقام گورنر ہوں گے۔

○ نیشنل ڈیفنس کالج کے اسلام آباد منتقل ہونے کے بعد 'اعلیٰ فوجی افسروں سے پہلے خطاب میں وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ایٹمی پروگرام پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ اس کی حفاظت عوام کر رہے ہیں۔ فوجی افسروں نے سوالات کئے اور کہا کہ بلدیاتی اداروں کی لیڈر شپ کو فعال کیوں نہیں بنایا جارہا' کیٹی بندرگاہ کا محل وقوع مناسب نہیں ہے وزیر اعظم نے سب سوالوں کے جوابات دیئے۔

○ پاکستان اور امریکہ کے کمانڈوز کی مشترکہ مشقیں شروع ہو گئی ہیں۔ امریکی کمانڈوز ہتھیار اور دوسرا سامان ساتھ لائے ہیں۔ مشقیں پاکستان کے دشوار ترین علاقے میں ہو رہی ہیں جو تین ہفتے جاری رہیں گی۔

○ مقبوضہ کشمیر میں الیکشن کے خلاف مہم کے پہلے مرحلے میں بھارت میں پاکستانی سفیر ریاض کھوکھر کامیاب ہو گئے ہیں۔ وہ الیکشن کو فریب اور بے معنی قرار دے کر نئی دہلی میں موجود غیر ملکی سفارت کاروں کی توجہ کا خاص مرکز بن گئے۔ بھارتی اخبارات نے لکھا ہے کہ اب بیشتر ممالک کی ہمدردیاں پاکستان کو حاصل ہو جائیں گی۔

○ چین میں شدید زلزلہ آنے سے 24- افراد ہلاک اور 100 سے زائد زخمی ہو گئے۔

○ برطانوی حکمران جماعت کو بلدیاتی انتخابات میں شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ عام انتخابات میں وزیر اعظم جان میجر کی پارٹی مکمل زوال کا شکار ہو جائے گی۔

○ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے کہا ہے کہ حکومت ہو یا اپوزیشن کسی سے سمجھوتہ نہیں کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ کرکٹ میں نیوٹرل ایمپائر کا مطالبہ 10 سال بعد منوا لیا تھا۔ اب سیاست میں بھی نیوٹرل ایمپائر جلد لے آؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ کرپشن جاری رہی تو ملک دیوالیہ اور فوج ختم ہو جائے گی۔

○ امریکی سینٹ نے غیر قانونی تارکین وطن کی آمد روکنے کے لئے بل منظور کر لیا ہے۔ منصوبے کے تحت سرحدوں پر گشت کے لئے پانچ ہزار نئے ملازم رکھے جائیں گے۔

○ کراچی میں سخت کشیدگی کے بعد رینجرز نے عمارتوں پر مورچے بنا لئے ہیں۔ الطاف گروپ کے کارکنوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے ایم کیو ایم حقیقی کے چار رہنماؤں کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ ملزموں کی گرفتاری کے لئے چھاپے مارے جارہے ہیں علاقے کی ناکہ بندی کر دی گئی ہے۔ کلاکوٹ چاکیواڑہ' گارڈن اور عیدگاہ کے علاقوں میں بکتر بند اور موبائل گاڑیاں گشت کر رہی ہیں۔

○ اپوزیشن نے حکومت کو اہم امور پر اتفاق رائے کی پیشکش کر دی ہے۔

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں ● کیڈمیم کیساتھ تیار شدہ بغیر ٹانکے کے زیورات۔
● زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی جائے گی۔
● زیورات کی دنیا میں منفرد نام
نسیم جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹرز : میاں نسیم احمد طاہر
میاں فرید یوسف
فون : دوکان : 837 گھر : 212175

حکیم منور احمد ابن حکیم عبدالعزیز چک چٹھہ حافظ آباد والے
کا ربوہ میں
طاہر دواخانہ رحمان کالونی ربوہ

ہر قسم کی غیر ملکی کرنسی سے متعلق لین دین کا بااعتماد ادارہ
SPECIALISED IN FEBC DRAFT AND T.T ETC.
T. M. FOREIGN EXCHANGE CENTRE
329-G PANORAMA CENTRE, THE MALL LAHORE (PAK)
TEL. (92-42) 6368656, 6368389, 6369064, 6303235

SITUATIONS VACANT

Pakistan Chipboard Pvt. Ltd., requires following staff for their factory at Jhelum

Engineer
Ten years experience in a recognized industrial establishment in the field of production and maintenance

Trainee Engineer
Experience not necessary for Engineering Graduates. Diploma holders with 5 years experience may apply.

Accounts Assistant
Minimum 5 years experience in maintenance of accounts in an industrial concern or a medium size concern.

Steno Typist
Minimum typing speed 40 words per minute. Shorthand, knowledge of computers would be an added advantage.

All the above posts would carry an attractive salary package with fringe benefits and accommodation.
Please apply in confidence to
Pakistan Chipboard Pvt. Ltd.
P. O. Box 18 Jhelum. Tel. 0541-622428-29

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام ۳۰ روپے۔ ۶۰ گرام ۹۰ روپے۔ ۱۰۰ گرام ۱۵۰ روپے
اکسیر اولادِ نرینہ (کورس)
۲۵۰ روپے
فہرست ادویہ و جنتری ۱۹۹۶ء مفید طبی معلومات کیساتھ مفت طلب کریں۔
بیرونی مریض، پاکستان و بیرون پاکستان پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔
سٹاکسٹ حضرات کیلئے معقول کمیشن
Ph: (04524) 211434-212434
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Fax: (04524) 534